

خلافت نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى عَبْدِ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

POSTAL REGISTRATION
NO. P/GDP-23.

ایڈیٹر:-
میر احمد خادم
ناشر:-
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

قادیان

ہفت روزہ
بدر

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

جلد ۴۳

شمارہ ۶۰۶۱۹

سلسلہ عالیہ حمیدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان ۳۰ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ و ۲۷ جولائی ۱۹۹۲ء ۱۲ مئی ۱۹۹۲ء

”میں خدا کی ایک مجسمت ہوں“



شبیبہ مبارک سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی ریح موعود و نہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء)

”اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرتیں نظر ہوں گے“
(المسیح الموعود)



حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابعی ایدہ اللہ تعالیٰ
(دور خلافت ۱۹۸۲ء — اٹال اللہ بقاؤ)



حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی
(دور خلافت ۱۹۶۵ء تا ۱۹۸۲ء)



حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
(دور خلافت ۱۹۱۳ء تا ۱۹۶۵ء)



حضرت حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح
الاول رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
(دور خلافت ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۳ء)

میر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرنٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

راہ ہدایت و صلاحت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور صاف بتاتے ہیں کہ جو لوگ خلافت کے نور سے محروم ہوں گے وہ کامیابوں سے ہمکنار ہوں گے۔ اور اس سے دور رہنے والے گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔

پس یہ بات عین حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم فرمودہ سلسلہ خلافت ہی ہے جو مسلمانوں کی بقا و ارتقاء کا ضامن ہے اور اسی کی عدم موجودگی کے نتیجے میں آج مسلمان تفرق و تفرق کا شکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ صرف چند دہائیوں میں مبارک خلافت کے نتیجے میں اسی اسی ترقیات حاصل کی ہیں کہ عام آدمی ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حال ہی کی ایک مثال لیجئے کہ حکومت پاکستان نے سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر و تحریر پر پابندی لگا دی اور آپ کو پاکستان سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ آج سے ٹھیک دس سال قبل ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو حضور انور نہایت کس مسیحی کے عالم میں لنڈن پہنچے۔ اسی روز بعد نماز عصر محمود ہال میں حضور نے پاکستان سے اپنی ہجرت کی تفصیلات و وجوہات کا نہایت درد انگیز الفاظ میں ذکر کیا اور آئندہ کے لئے صبر کے جاموں میں لپٹے ہوئے انقلابی منصوبوں کا اعلان فرمایا۔ یہ تاریخی خطاب ایسا تھا کہ آج سے دس سال قبل اس کی ویڈیو کیسٹ بھی نہیں بن سکتی تھی۔ بلکہ صرف آڈیو کیسٹ ریکارڈ کی جاسکتی تھی۔ اور اس موقع پر بغیر پابندی پر صرف چند تصاویر کی گئی تھیں جو چند یوم قبل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر حضور کے تاریخی خطاب کے ساتھ دکھائی گئیں۔ لیکن آج دس سال بعد اللہ نے خلافت کے ماننے والوں کو یہ عظیم برکت عطا فرمائی کہ روزانہ بارہ گھنٹے خلیفہ وقت کے خطبات و خطابات اور آپ کے ولولہ انگیز تبلیغی ارشادات نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں گونج رہے ہیں۔ اور جہاں تک تحریر کی پابندی کا تعلق ہے، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کے لنڈن ہجرت کے بعد جماعت نے انتہائی اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے کہ گزشتہ سو سال میں بھی اتنا شائع نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تو یہ ہے خوفِ ہراس پھیلانے کا ایک طرف تقریر و تحریر کا بند کیا جانا تو دوسری جانب نہایت قوت سے سورج کی روشنی کی طرح اکنافِ عالم میں اس کا پھیل جانا۔

خلافت احمدیہ کی ان عظیم الشان برکات کو دیکھ کر آج مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں بھی نہایت زور سے یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ جب تک خلافت کا مبارک سلسلہ ہم میں بھی جاری نہیں ہوتا اور ہم ایک واجب الاطاعت امام کے پروں کے نیچے نہیں آجاتے اندرونی و بیرونی بلاؤں محفوظ رہ کر ہرگز ہرگز ترقی نہیں کر سکتے بلکہ ہماری قسمت میں سدا در در کی ٹھوکروں اور غیروں کی مار و پھٹکار کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔ چنانچہ اس ضمن میں ہفت روزہ ”ترجمان“ دہلی ۸ فروری ۱۹۹۴ء کا ایک نوٹ بعنوان ”خیر الامت سے فریاد“ ملاحظہ فرمائیے:-

”برادرانِ اسلام! کیا آپ کو یاد بھی ہے کہ ہماری زندگی کا پروگرام کیا ہے۔ عالمگیر اسلام نے خیر الانام کی خیر الامت کا بہترین پروگرام مرتب کیا ہے۔ یہ ایسی بین اور قابل غور چیز ہے جس سے کسی سلیم الفطرت انسان کو جسے بصدق دل کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ پڑھا ہے قطعاً انکار نہیں کر سکتا لیکن کیا عرض کروں، اس نقطہ نگاہ سے مسلم بھائیوں کے عملی کارنامے مقصد ضرورت سے کوسوں دور ہیں۔ جاہل حضرات سے آگے گذر کر دورِ حاضر کے امراء، فقراء، علماء، راہنمائے امت جن کو خدا و نعمت پر کچھ ناز بھی ہے اگر ان کے رویہ کو توجہ قلب سے دیکھا جائے تو وہ بھی حقیقی پروگرام کے عامل شاذ و نادر ہی نظر آئیں گے۔ کاش کہ یہ مقتدر حضرات امتِ محمدیہ کے راہ نما صرف رضائے مولیٰ کے لئے متفق اور متحد ہو کر اسی چیز کی طرف اپنی اپنی دوڑ دھوپ کی توجہ فرماتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ ۲۵ کروڑ شتر بے مہار مسلمان ہند کی باگ ڈور کاؤتمہ دار سپہ سالار ایک ہوتا اور اسلام ہند کی تعلیم، تبلیغ، تنظیم اور بیت المال کا مرکز و احد ہوتا۔ ہندوستانی ۲۵ کروڑ مسلم ہی نہیں بلکہ تمام کراہی مسلمانوں کے وجود سے بھر پور ہوتا تب بھی تو مسلمانوں کی تعلیم، تبلیغ، تنظیم بیت المال کی مرکزی حیثیت ایک خلیفہ اسلام کے زیر سایہ ہوتی۔ کیونکہ اس میں مسلم اور اسلام کا انتہائی عروج اور کامیابی کا راز تھا۔ غور کا مقام ہے۔

مسلمانوں کا خدا لائق عبادت اور قانونی کتاب قرآن شریف اور قبلہ اور دین اسلام اور پیشوا خاتم النبیین نبی ایک ہونے کا نام نہیں ہے کہ اسلام کی تعلیم، تبلیغ، تنظیم اور بیت المال کا مرکز و احد نہ ہو۔ مسلمانوں کی پرانہ کوششیں قابلِ شرم ہیں۔ اب ہماری ذلت و گمنامی کا جو حال ہے اس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہندوستانی موجودہ دور کے مسلمانوں نے خصوصاً امتِ مرحومہ کے ناخلف پیشواؤں نے قرآنی پروگرام کی طرف سے روگردانی اور بے اعتنائی اختیار کی جس کا نتیجہ اظہر من الشمس ہے۔ ہمارے پاس نہ سلطنت ہے، نہ تجارت نہ ملازمت ہے نہ علم و عمل، نہ سامانِ حرب ہے، نہ احوالیت۔ اب بھی وقت ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ، اپنی اپنی من مانی چھوڑ دو، متفق اور متحد ہو کر پروگرامِ اسلامی باقی دیکھئے ص ۲۲ پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ بکد ر تادیان

مورخہ ۱۲-۱۹ ہجرت ۱۳۷۳ ہ

بے چینی کا ایک ہی حل ہے!

جماعت احمدیہ ہر سال ۲۷ مئی کو یومِ خلافت کے مبارک دن کے طور پر مناتی ہے۔ اس دن حضرت حافظ حاجی حکیم مولوی نور الدین صاحب، حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے پہلے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔ اور آج ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے لے کر ۲۷ مئی ۱۹۹۴ء تک مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کے اس مبارک سلسلہ کو چھیالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اس مبارک دورِ خلافت میں جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر ترقی حاصل کر لی ہے کہ اس کے نفوسِ تادیان سے نکل کر دنیا کے ۱۳۷ ملک میں پھیل چکے ہیں۔ جن میں کالے گورے، مغربی مشرقی سب شامل ہیں۔ ہر ملک میں مساجد اور مشن ہاؤسز کا جال پھیلا ہوا ہے۔ اسپتال کے زوال کے بعد سات سو سال میں پہلی مرتبہ تعمیر مسجد کی توفیق ملی۔ اسی طرح قطب شمالی میں پہلی اسلامی مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی جماعت احمدیہ کو ہی مل رہی ہے۔ خدمتِ خلق کے ادارے سکول، کالج، ہسپتال اور دیگر ترقیاتی ادارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت فعال رنگ میں کام کر رہے ہیں۔ جس قدر تراجم قرآن مجید کی توفیق جماعت احمدیہ کو ملی ہے شاید ہی کسی مسلم تنظیم یا کسی امیر مسلم ملک کو اس کی توفیق ملی ہو۔ سٹیلاٹ کے ذریعہ تبلیغ و تربیت اور خدمتِ خلق کا وسیع نظام۔ اور پھر دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ان وسیع کاوشوں کے علاوہ خلافت کے سائے تلے جماعت کی صحیح اسلامی تربیت، دنیا بھر میں بلا امتیاز رنگ و نسل اتفاق و اتحاد اور فضول قسم کی رسوم و رواج سے اجتناب۔ خلافت احمدیہ کے ہی شیریں ثمرات ہیں جو احبابِ جماعت کے لئے قابلِ شکر اور اہل دنیا کے لئے باعثِ رشک ہیں۔

یہ نعمتِ جماعت احمدیہ کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق نصیب ہوئی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آخرین میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے لئے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک خدا چاہے گا اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طرہ پر قائم ہوگی۔ اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا۔ پھر جبری حکومت کا دور آئے گا۔ یہ دور بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور پھر منہاج نبوت پر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا۔ یعنی آخرین میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بعثت ہوگی (مجموعہ: ۳، ۴) اور پھر خلافت کا دور آئے گا۔ (خلاصہ عبارت حدیث مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴)

مذکورہ حدیث مبارک میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک خلافت کا وعدہ اولین میں دیا ہے جو تیس سال تک خلافتِ راشدہ کی شکل میں جاری رہی۔ اور پھر درمیانی دور کے بعد آخرین میں یعنی مسیح موعود اور امامِ ہمدی کے زمانہ میں پھر اسی مبارک خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ گویا مسیح موعود کے ذریعہ جاری ہونے والی آخرین کی اس خلافت کو بھی آپ نے اپنی خلافت ہی قرار دیا ہے۔

آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے خلافتِ حقہ اسلامیہ کے متعلق فرمایا ہے کہ

- اللہ تعالیٰ اُسے خود قائم فرمائے گا۔
 - اس کے ذریعہ دین کو مضبوطی حاصل ہوگی۔
 - جب بھی اندرونی و بیرونی خوف آئے گا اللہ کی طرف سے قائم فرمودہ اس خلیفہ کے ذریعہ امن میں بدل جائے گا۔
 - جو لوگ اس خلافت کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔ یعنی حق و راستی سے بھٹک کر نافرمانوں میں شامل ہو جائیں گے۔ (خلاصہ آیت ۵۷ سورۃ التور)
- مذکورہ ارشادِ ربانی میں جہاں خلیفہ اللہ کی علامات بیان کی گئی ہیں وہاں اس کے نتیجے میں ملنے والی برکات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور مذکورہ ارشادِ خداوندی غور و فکر کرنے والے اور دیدہ و عبرت رکھنے والے ہر انسان کیلئے

خدا تعالیٰ نے خلافت کو جو بزرگ کیا اور کیا بھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے

قرآن کریم میں اُمت محمدیہ کے لئے دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا گیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ
لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا
وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (التَّوْرَةُ: آیت ۵۶)

ترجمہ :- اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ حَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ السُّبُوءَةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَىٰ مِنْهَاجِ السُّبُوءَةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَامًّا تَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَىٰ مِنْهَاجِ السُّبُوءَةِ ثُمَّ سَكَتَ .
(مسند احمد بحوالہ مشكوة باب الاخذار والتحذير)

ترجمہ :- حضرت حدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھائے گا۔ اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھائے گا۔ پھر اس کی تقدیم کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے۔ اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منهاج النبوة قائم ہوگی۔ یہ فرمانکر آپ خاموش ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”بعض صاحب آیت وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہ ہی مراد ہیں۔ اور خلافت راشدہ اُنہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تین برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔“

”ان آیات (آیت استخلاف وغیرہ) کو اگر کوئی شخص ناقلاً اور غور کی نظر سے دیکھے تو یوں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہہ دینا کیا معنی رکھتا تھا۔“

”چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشراف و اولیٰ ہیں طویل طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو جو بزرگ کیا تا دینا بھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تین برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی عظمت غالی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تین برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے پاس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں۔“

(شہادت القرآن)

میں خدا کی ایک مجسمت قدرت ہوں

اور

میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

کلمات طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی تہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کے وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے: كَتَبَ اللّٰهُ لَآ غَلْبَیْنَ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے، اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راہنمائی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی ختم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مبالغوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نامتام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی ترو ترو میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمری ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں، تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے نامبالغوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو یا مال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جیسا کہ اس نے جہاؤں۔ لیکن میں جب جہاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیروں میں، قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جبرائی کا دن آوے۔ تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے جیسا کہ وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسمت قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

(الوحید صفحہ ۷۷)

تفسیر کبیر سے اقتباس

تَمَّا خَلَقَ الْإِنْسَانَ يَأْخُذُ نَفْسَهُ لِإِشْرَافِهِ عَلَى شَيْءٍ كَانَهُ يَسْتَعْلَىٰ فِيهِ دَرَجَةٌ نَظَارَةٌ نَظَرًا تَائِبًا

جو اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں خود مقام خلافت پر کھڑا کیا تھا

خلفاء راشدین کی ایمان افروز علامات

از سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيُخْلِقَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتُخِفَ لَهُمْ فِي
السَّمَاءِ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ مِنْهُمْ أَنْزِلَ لَهُمْ
وَيُخْرِجَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ أَرْغَافًا
لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَئِنَّ اللَّهَ الْعَلِيمُ
الْحَكِيمُ (سورة النور آيت ٥٤)

تہ جگہ :- اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مقبول ٹھا سے قائم کر دینگا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

تفسیر: ان آیات سے یہ مفہون شروع ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا تو ان کو کیا انعام دیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجا لائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنادیں ان سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا اور ان کی خاطر ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ دنیا میں قائم کرے گا اور جب بھی ان پر خوف آئے گا اس کو امن سے بدل دے گا۔ اور ایسا ہر حال میں وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے۔ لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے مستحق نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت کو قائم کر دے گا اور خلافت کے ذریعہ ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کر دے گا اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئے گا جس سے پیغمبر (ﷺ) وہ خدا کے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک چھوٹ جائے گا۔

ایمان بات خدا صفت پر قائم نہیں رہیں گے اور ان اعمال کو ترک کر دیں گے

جو خلافت کے قیام کے لئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ پر وہ یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے غمہ لورا نہیں کیا۔

بہر خلافت تھے ذمہ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ **وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ**۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ جو یا خلفاء کے ساتھ دین کی تکمیل کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ **مَنْ اطَاعَ اَمِيْرِي فَقَدْ اطَاعَنِيْ وَ مَنْ عَصٰى اَمِيْرِي فَقَدْ عَصٰىنِيْ**۔ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ پس **وَاقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ** فرماتا اس طرف توجہ دلائی تھی ہے کہ اُس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت و تکمیل دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں زکوٰۃ دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ

اقامت صلواتِ اہل بیت علیہم السلام میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی

اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی چنانچہ دیکھ لو۔ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔
پھر جب آپ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہو گئے تو اہل علم
کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا۔ بعد کے خلفاء کے لئے
نہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے اُن کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا
بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اذان کے گھنٹے کو باندھنے والی رست بھی زکوٰۃ
میں دیتے ہیں تو انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ جاری رکھوں گا اور اس
وقت تک بس نہیں کروں گا جب تک ان سے اسی رنگ میں زکوٰۃ
وصول نہ کر لوں۔ جس رنگ میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور
زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہو گیا۔ جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی
 جاری رہا۔ مگر جب سے خلافت جاتی رہی مسلمانوں میں زکوٰۃ کی
وصولی کا بھی کوئی انتظام نہ رہا اور یہی اللہ تعالیٰ نے اس امت میں فرمایا
تھا کہ اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو مسلمان زکوٰۃ کے حکم پر عمل ہی نہیں
کر سکتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسا کہ اسلامی تعلیم کا منشاء ہے

ہوتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کئی غرضی بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

در حقیقت لیڈر کا کام لوگوں کی رہنمائی کرنا ہوتا ہے مگر یہ رہنمائی وہی شخص کر سکتا ہے جس کے پاس دنیا کے اکثر حصوں سے خبریں آتی ہوں۔ اور وہ سمجھتا ہو کہ حالات کیا صورت اختیار کر رہے ہیں صرف اخبارات سے اس قسم کے حالات کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اخبارات میں بہت کچھ جھوٹی خبریں درج ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں واقعات کو پورے طور پر بیان کر نیکو التزام نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے مبلغ چونکہ دنیا کے اکثر حصوں میں موجود ہیں اور پھر جماعت کے بغیر بھی دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے ذریعہ ہمیشہ سچی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ اور میں ان سے فائدہ اٹھا کر جماعت کی صحیح رہنمائی کرتا رہتا ہوں۔ پس درحقیقت اقامۃ العداۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح

اطاعت رسول بھی جس کا اسی آیت میں ذکر

ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں پھر صحابہ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی ہے کہ صحابہ میں ایک نظام کا نایاب ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اُسی وقت اُس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے۔ روزے بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ

اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔

پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی۔ کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب جالی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جائیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں

اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی۔ اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔ ہماری جماعت کو جو کہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اٹھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اُسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہ اطاعت کیا کرتے تھے۔ لیکن اگر کسی غرضی کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تم اس زمانہ میں لے جاؤ تو تمہیں قدم قدم پر وہ ٹھوکریں کھاتا ہوا دکھائی دے گا۔ اور وہ کہے گا ذرا ٹھہر جا میں نے فلاں حکم کی سمجھ نہیں آئی۔ بلکہ جس طرح ایک بیٹھان کے متعلق مشہور ہے کہ اُس نے کھدیا۔ خود محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح وہ بعض باتوں کا انکار کرنے لگ جائے گا لیکن اگر ایک احمدی کو لے جاؤ

امراء سے لی جاتی ہے ایک نظام کے ماتحت غریب کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے کیا یہاں بھی ہو سکتا ہے؟ یہ جملہ ایک باقاعدہ نظام ہے۔ اکیلا آدمی اگر چند غریبوں میں زکوٰۃ کا مادہ تقسیم بھی کر دے تو اُس کے وہ غریبوں نتائج کہاں نکل سکتے ہیں جو اس صورت میں نکل سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ ساری جماعت سے وصول کی جائے اور ساری جماعت کے غریبوں میں تقسیم کی جائے۔

یہ مسئلہ ان سارے اسلامی بادشاہوں کو مجرم قرار دیتا ہے جو ہر کاری بیت المال کو اپنی ذات پر اور اپنے تعیش پر قربان کرتے تھے اور بڑے بڑے محل اور بڑی بڑی سیرگاہیں بناتے تھے۔ اگر پہلے اس کا آرڈر دیتی چونکہ اس کا مدیہ تھا جائز ہوتا تھا۔ لیکن اسراف نہ ہوتا لیکن پہلے نہ کبھی آرڈر نہیں دیا اور پھر مصروف کی حد سے بھی آگے نکل پڑا تھا۔ اس لئے یہ سارے کام ناجائز تھے۔ اور ان لوگوں کو گنہگار بناتے تھے۔ نہ اسلام کو تحت طاؤس کی ضرورت تھی۔ نہ تاج محل کی ضرورت تھی۔ نہ قلعہ زہرو کی ضرورت تھی۔ نہ بغداد کے محلات بارون الرشید کی ضرورت تھی۔ یہ ساری کی ساری چیزیں اسلامی شوکت کی بجائے چند افراد کی شوکت کا ہر کرنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ اسی لئے آخر میں ان خاندانوں کی تباہی کا باعث بنیں۔

اسی طرح اقامت صلاۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلاۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا بہت کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کتنے قریبائیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسئلہ حل کر سکے نزدیک واجب اطاعت ہوگا۔ تو اس تمام لکچرف مافک سے لپوڑیں نہیں پھینکتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکیگا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ اسی لئے تحقیق کا یہ فتویٰ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں کوئی سلطان نہ ہو جو جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ اور اس کی تہ میں یہی حکمت ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ اسی طرح عیدین کی نمازیں ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ہمیشہ قومی ضرورتوں کے مطابق خطبات پڑھا کرتے تھے۔

مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ

میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کس علم ہو سکتا ہے اور وہ ان کو کس طرح اپنے خطبات میں بیان کر سکتا ہے۔ بلکہ بالکل ممکن ہے کہ حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکا میں مبتلا رہے اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں مبتلا کر لے۔

میں نے ایک دفعہ کہیں پڑھا کہ آج سے ستر اسی سال پہلے ایک شخص بیتکانیر کے علاقہ کی طرف سیر کرنے کے لئے نکل گیا۔ جمعہ کا دن تھا وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تو اُس نے دیکھا کہ امام نے پہلے فارسی زبان میں مروجہ خطبات میں سے کوئی ایک خطبہ پڑھا اور پھر ان لوگوں سے جو مسجد میں موجود تھے کہا کہ آؤ اب ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھو کہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین جہانگیر بادشاہ کو سلامت رکھے۔ اب اُس بیمار نے کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ جہانگیر بادشاہ کو فوت ہوئے سینکڑوں سال گزر چکے ہیں اور اب جہانگیر نہیں بلکہ انگریز حکمران ہیں غرض جمعہ جو نماز کا بہترین حصہ ہے اسی صورت میں احسن طریق پر ادا ہو سکتا ہے جب مسلمانوں میں خلافت کا نظام موجود ہو۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے اندر جو کہ ایک نظام ہے اس لئے میرے خطبات ہمیشہ اہم وقتی ضروریات کے متعلق

دوسری علامت

اللہ تعالیٰ نے بچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے کہ وہ اُس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے: **كَمَا اسْتَخْلَفَ الْمَذْنِبِينَ قَبْلَهُ** کہ یہ خلفاء ہماری نصرت کے ایسے ہی مستحق ہوں گے جیسے پہلے خلفاء اور جب پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں۔ اول خلافت نبوت۔ جیسے آدم علیہ السلام کی خلافت تھی جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ** (بقرہ ۲) میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنائے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ وہ دنیوی بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ایک وعدہ کیا اور انہیں اپنی طرف سے زمین میں آپ کا کھڑا کیا۔ اور انہوں نے ان کا انکار کیا انہیں سزا دی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آدم ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ ایک پہلی نسل کے تباہ ہونے پر انہوں نے اور ان کی نسل نے پہلی قوم کی جگہ لے لی۔ اور ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ایک بڑی نسل جاری کی۔ لیکن سب سے بڑی اہمیت جو انہیں حاصل تھی وہ نبوت اور ماموریت ہی کی تھی جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَہٗ فِی الْاَرْضِ فَاحْکُم بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فِیْ فِئْیَلْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَھْمُ عَذَابٌ شَدِیْدٌ لِّہُمْ اَنۡ یَّحْمِلُوْا اَوْثَاقَ الْجَبَابِ** (ص ۲) یعنی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے (حضرت داؤد علیہ السلام) چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اس لئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے) پس تو لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کر اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے سیدھے راستے سے منحرف کر دیں یقیناً وہ لوگ جو گمراہ ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہوگا۔ اس لئے ایسے لوگوں کے مشورہ کو قبول نہ کیا کہ بلکہ وہی کہ جس کی طرف خدا تعالیٰ تیری راہنمائی کرے۔ ان آیات میں وہی مضمون بیان ہوا ہے جو دوسری جگہ **فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَخَّلْ عَلٰی اللّٰهِ (ال عمران ۲۶)** کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے غلطی سے **لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فِیْ فِئْیَلْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** کے یہ معنی کئے ہیں کہ اے داؤد! لوگوں کی ہوا دوسوں کے پیچھے نہ چلنا۔ حالانکہ اس آیت کے یہ معنی ہی نہیں۔ بلکہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ لوگوں کی اکثریت تجھے ایک بات کا مشورہ دے گی اور کہے گی کہ یوں کر ناجائزے مگر فرمایا تمہارا کام یہ ہے کہ تم محض اکثریت کو نہ دیکھو کہ جو بات تمہارے سامنے پیش کی جا رہی ہے وہ مفید ہے یا نہیں۔ اگر مفید ہو تو مان لو اور اگر مفید نہ ہو تو اسے رد کر دو۔ چاہے اُسے پیش کرے نیوالی اکثریت ہی کیوں نہ ہو۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ گناہ والی بات ہو۔ پس پہلی خلافتیں اول

خلافت نبوت

تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے۔ مگر ان کو خلیفہ صرف سببی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفات الہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظلی بن کر ظاہر ہوئے اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔

تو اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ وہ کسی غرمانوس جگہ میں آگیا ہے بلکہ جس طرح مشین کا پیر نہ فوراً اپنی جگہ پر لگ جاتا ہے اُسی طرح وہ وہاں پر منت آجائے گا اور جائے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بن جائے گا اور آپ کے ہر حکم کی بلا جوں و جبر اطاعت کرنے لگ جائے گا اور ائمہ اربعہ اس کے لئے کبھی ٹھوکر کا موجب نہیں بنیں گے کیونکہ وہ سمجھتا ہوگا کہ اصل حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ائمہ اربعہ تو محض آپ کے غلام بلکہ شاگردوں کے بھی شاگرد ہیں یہ آیت جو آیت اختلاف کہلاتی ہے۔

اس میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں:-

۱۔ اول جس انعام کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے۔
۲۔ دوم۔ یہ وعدہ امت سے ہے جب تک وہ ایمان اور عمل صالح پر کار بند رہے۔

۳۔ سوم: اس وعدہ کی غرض یہ ہے کہ (الف) مسلمان بھی وہی انعام پائیں جو پہلی امتوں نے پائے تھے کیونکہ فرماتا ہے **لَیْسَ یُخْلَفُنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ**۔

ب:- اس وعدہ کی دوسری غرض تمکین دین ہے
ج:- اس کی تیسری غرض مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دینا ہے
د:- اس کی چوتھی غرض شرک کا دور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے۔

اس آیت کے آخر میں **وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُنٰفِقُوْنَ** کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کے وعدہ ہونے پر زور دیا اور **وَلٰٓئِنْ کَفَرْتُمْ اَنۡ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابراہیم ۱۲)** کے وعدہ کی طرف توجہ دلائی کہ ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی نافرمانی کر دو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے۔ اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔

یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافت راشدہ پر ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مؤید من اللہ ہوگا جیسا کہ **وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسَّخِرَنَّ لَہُمْ فِی الْاَرْضِ اَمْرًا وَّ لَیَمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمْ الَّذِیْ اَرَادُوْا لَیُؤْمِنُوْا** سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کو پہلی قوموں کے انعامات سے وافر حصہ دلانے والا ہوگا۔ پھر

اس آیت میں خلفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں

جن سے بچے اور جھوٹے میں فرق کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہیں:-
اول خلیفہ خدا بناتا ہے

یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ **وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے۔ نہ یہ کہ وعدہ کرے اور اُسے پورا کوئی اور کرے۔ پس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ بچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا۔ بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہوگا جبکہ دنیا اُس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔

دوسری خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ

خلافت مملوکیہ

ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ

اَنْهٰی نَا اِیْنٰی قَوْمَہٗ سَہْ کَہَا کہ وَاذْکُرُوْا اِذْ جَعَلْکُمْ خُلَفَآءَ
 مِنْۢ بَیْنِہُمْ نُوْحٌ وَّ زَادْکُمْ فِی الْخَلْقِ لَیْصُطَلَّہٗ فَاذْکُرُوْا
 اَنْۢ اٰتٰی اللّٰہُ لَعَلَّکُمْ تَقْلِحُوْنَ (اعراف ۷) یعنی اُس وقت کو
 یاد کرو جبکہ قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا اور اس کے
 تم کو بناوٹ میں بھی فراخی بخشی یعنی تمہیں کثرت سے اولاد دی
 پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل
 رہے۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے

وَ اذْکُرُوْا اِذْ جَعَلْکُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَیْنِہُمْ عَادٌ (اعراف ۷)

یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی تباہی
 کے بعد اُن کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی
 اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دینی
 بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے اور
 اللہ تعالیٰ نے انہیں نصرت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو ملاحظہ
 رکھ کر تمام کام کرو۔ ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے۔ چنانچہ یہودی کہتے
 اللہ تعالیٰ اسی انجام کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے کہ زَادْکُمْ
 مِّنْ نَّسْلِہٖ لِقَوْمِہٖ یَا قَوْمُہٗ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ
 اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلْکُمْ مَّلَکَ وَاَثَرُکُمْ مَّا
 کُمْ لَیْسُوْتَ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (مائدہ ۷) یعنی تم اس وقت
 کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم
 اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر غور کرو جو اس نے تم پر اس وقت
 کیا تھا جب اُس نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں
 وہ کچھ دیا جو دنیا کی معلوم قوموں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔ اس آیت
 میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہود کریم نے دو طرح خلیفہ بنایا۔
 اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ کے مانتے انہیں خلافت نبوت
 دی اور جَعَلَ فِیْکُمْ مَّلَکَ کے مانتے انہیں خلافت مملوکیہ
 دیا۔ چونکہ موسیٰ نے اُس وقت تک تو اور کوئی بادشاہ ان میں نہیں
 ہوا اس لئے اس سے مراد یہ ہے کہ نبوت موسیٰ اور بادشاہت
 موسیٰ عطا کی جو دریاغے میں گویا کر کے کے بعد سے اُن کو حاصل
 ہوئی تھی۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی
 تھے اور ایک لحاظ سے بادشاہ بھی تھے مگر آپس کی بادشاہت
 خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع تھی خود سر بادشاہوں والی بادشاہت
 نہ تھی۔

مگر

ان دو قسم کی خلافتوں کے علاوہ نبی کے وہ

جانشین بھی خلیفہ کہلاتے

ہیں جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ یعنی اُن کی شریعت
 پر قوم کو چلانے والے اور ان میں اتحاد قائم رکھنے والے ہوں خواہ
 وہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب حضرت
 موسیٰ علیہ السلام سے دوروں کے لئے قہر برپا کر کے کراہنے بعد انتقام
 کی غرض سے انہوں نے حضرت ہارون کو کہا کہ اُخْلَفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ
 وَ اٰتِیْہِمْ ذٰلِکَ تَتَّبِعُ سَبِیْلَ الْمُقْسِدِیْنَ (اعراف ۷) یعنی میرے
 بعد میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ان کی اصلاح کو مد نظر رکھنا اور
 مقصد تو گول کی بات نہ ماننا۔ حضرت ہارون علیہ السلام چونکہ خود نبی
 تھے اور اس وقت سے پہلے نبی ہو چکے تھے اس لئے یہ خلافت
 جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دی تھی وہ خلافت نبوت نہیں
 ہو سکتی تھی۔ اس کے معنی صرف یہ تھے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی غیر حاضری میں ان کی قوم کا حکم کریں۔ اور قوم کو اتحاد پر قائم رکھیں
 اور فساد سے بچائیں۔ پس وہ ایک تابع نبی بھی تھے اور ایک حکمران
 نبی کے خلیفہ بھی تھے۔ اور یہ خلافت خلافت نبوت نہ تھی۔ بلکہ یہ
 خلافت انتظامی تھی مگر اس قسم کی خلافت بعض دفعہ خلافت
 انتظامی کے علاوہ خلافت نبوت بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک سابق نبی
 کی امت کی درستی اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ایک اور
 نبی مبعوث فرماتا ہے جو پہلے نبی کی شریعت کو ہی جاری کرتا ہے
 کوئی نئی شریعت نہیں لاتا۔ گویا جہاں تک شریعت کا تعلق ہو گا
 پہلے نبی کے کام کو قائم رکھنے والا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے
 پہلے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے۔ لیکن عہدہ کے لحاظ سے وہ براہ راست
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے خلفاء نبی
 اسرائیل میں بہت گذرے ہیں بلکہ حضرت انبیاء حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 بعد بنی اسرائیل میں آئے ہیں سب اس قسم کے خلفاء تھے۔ یعنی وہ نبی تو
 تھے مگر کسی جدید شریعت کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کی شریعت کو ہی دنیا میں جاری کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم
 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَۃَ فِیْہِ ہُدًی
 وَ نُوْرٌ یَّجْعَلْکُمْ بِہَا الْاَنْبِیَآءُ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لَیْزِیْنًا وَّ اَوْرَآ
 وَ اَلْوَبَّآءُ لَیْسُوْنَ وَّ اَلْاَحْزَابُ رِجَالًا سٰتِحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِہِ
 اللّٰہِ وَ کَانَوْا عَلَیْہِ شٰہِدًا (مائدہ ۷) تاہم نے تورات کو
 یقیناً ہدایت اور نور سے بھر پور اتارا تھا۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء
 جو (ہمارے) فرما نبردار تھے اور عارف اور ربانی علماء یہ سب اس کے
 ان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت جاری رکھتی تھی اور وہ اس
 پر نگران تھے یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی
 انبیاء ایسے آئے تھے جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت
 کا قیام تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کے خلیفہ تھے لیکن ان انبیاء کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جن کو ربانی
 اور احبار کہنا چاہیے اس کام پر مقرر تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ انبیاء اور مجددین کا ایک لہجہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد
 اُن کے خلفاء کے طور پر ظاہر ہوتا رہا جن کا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کے کام کی تکمیل تھا۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضرت یسح ناصری علیہ السلام
 تھے جن کو کئی مسلمان غلطی سے صاحب شریعت بھی سمجھتے ہیں اسی
 طرح اس زمانہ کے مسیحی بھی ان کی نسبت یہ خیال کرتے تھے کہ وہ
 ایک نیا قانون لے کر آئے تھے اور اسی وجہ سے وہ اُن کی کتاب کو
 نیا عہد نامہ کہتے ہیں حالانکہ قرآن کریم یسح ناصری علیہ السلام کو حضرت
 موسیٰ کے دین کا قائم کرنے والا ایک خلیفہ قرار دیتا ہے۔ چنانکہ
 مذکورہ بالا آیت سے چند آیات بعد۔ اِنَّمَا خَلَقْنَاکُمْ وَ تَفٰیْنَا
 عَلٰی اَشَارَہٖ ثُمَّ بَعَثْنَا اٰیٰتِہٖ سُوْرٰتِہٖ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَہُمْ
 یٰۤاٰیٰتِہٖ مِنَ الشُّرُوْطِ (مائدہ ۷) یعنی ہم نے تمہیں بنایا اور تمہیں
 کے بعد جو تورات کی تعلیم کو جاری کرنے کے لئے آئے تھے تمہیں
 پریم کو بھیجا جو ان کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اور تورات کی پیشگوئیوں
 کو پورا کرنے والے تھے۔ خود مسیح ناصری بھی فرماتے ہیں کہ۔

یہ نہ بھوکہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ بلکہ
 منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے یسح
 کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین مل نہ جائیں (ایک لفظ یا
 ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہیں ملے گا جب تک سب کچھ

یورانہ ہو جائے۔ (متی باب ۵ آیت ۱۸ و ۱۹)
 غرض یوحنا سے لے کر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد
 اُن کے خلیفہ ہوئے حضرت یسح ناصری تک سب انبیاء اور مجددین
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور ان کی شریعت کو جاری کرنے
 والے تھے۔

کے لئے ہے جب تک کہ امت مومن اور عمل صالح کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لیگا۔ گویا نبوت اور خلافت میں یہ عظیم الشان فرق بتایا کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے جیسے فرمایا ظہور الفساد فی البر والفساد فی البحر (یعنی جب بر اور بحر میں فساد واقع ہو جاتا ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ الہی احکام سے اپنا منہ موڑ لیتے ہیں۔ ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور تاریکی زمین کے چہرے پر چھائی جاتی ہے تو اس وقت لوگوں کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے جو پھر آسمان سے نور ایمان کو واپس لاتا اور ان کو سچے دین پر قائم کرتا ہے لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کے لئے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے آتا ہے۔ گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے۔ اور خلافت اس وقت آتی ہے۔ جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہوتی ہے کیونکہ نبوت کے ذریعہ ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کی نعمت عطا فرمادیتا ہے۔ اور درمیانی زمانہ جب کہ نہ تو دنیا نیکوکاروں سے خالی ہو اور نہ بدی سے پر ہو دونوں سے محروم رہتا ہے کیونکہ نہ تو بیماری شدید ہوتی ہے نہ فی آسے اور نہ تندرستی کامل ہوتی ہے۔ کہ ان سے کام لینے والا خلیفہ ملے پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا ملنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ امت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ کیونکہ

خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائیگا۔ جب تک جماعت میں مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی اکثریت

جب اس میں فرق پڑ جائے گا اور اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اب چونکہ تم خود بد عمل ہو گئے ہو اس لئے میں اپنی نعمت تم سے چھین لیتا ہوں (گو خدا چاہے تو بطور احسان ایک عرصہ تک پھر بھی جماعت میں خلفاء بجاواتا رہے) پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ خراب ہو گیا ہے وہ بالفاظ دیگر اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہو چکی ہے۔ کیونکہ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ جب تک امت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی اس میں خلفاء آتے رہیں گے اور جب وہ اس سے محروم ہو جائے گی تو خلفاء کا آنا بھی بند ہو جائے گا۔ پس خلیفہ کے باوجود کوئی امکان نہیں ہے کہ اس بات کا سر وقت امکان ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم نہ ہو جائے۔

چوتھی علامت

خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ ان کے دینی احکام اور خیالات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیلا لیگا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین کو مکمل کر دے گا۔ اور باوجود خلاف حالانہ کے اُن سے دنیا میں قائم کرے گا۔ یہ ایک زبردست ثبوت خلافت

پس جب خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں دلی برکات مسلمانوں کو بھی ملیں گی۔ اور

انبیاء سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ

سلوک کیا وہی سلوک امت محمدیہ کو بھی کرنا

اگر کوئی کہے کہ پہلے تو خلافت ملکیت کا بھی ذکر آتا ہے پھر خلافت ملکیت کا ذکر چھوڑ کر صرف خلافت نبوت کے ساتھ اسی کی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک مسلمانوں کے ساتھ بادشاہوں کا بھی وعدہ ہے مگر اس جگہ بادشاہت کا ذکر نہیں بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ کہ خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کرے گا۔ اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں اور نہ ان کے دین کو خدا تعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا ہے۔ بلکہ یہ اصول روحانی خلفاء کے متعلق ہی ہے۔ پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے۔ وہ خلافت نبوت ہے نہ کہ خلافت ملکیت۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کہ خدا ان کے خوف کو امن سے بدل دیا کرتا ہے۔ یہ علامت بھی نبوی بادشاہوں پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہو سکتی کیونکہ نبوی بادشاہ اگر آج تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں تو کل تخت سے غلبہ ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے خوف کو امن سے بدل دینے کا کوئی وعدہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جب کوئی سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلہ کی ہمت تک کھو بیٹھتے ہیں

پھر فرماتا ہے يَبْعُدُ وَيُخَيِّدُ لَكُمْ شُرُكًا کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے گویا وہ خالص موجد اور شرک کے شدید ترین دشمن ہوں گے مگر دنیا کے بادشاہ تو شرک بھی کر لیتے ہیں حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کبھی کفر بواج بھی صادر ہو جائے۔ پس وہ اس آیت کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

جو بھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان خلفاء سے مراد نبوی بادشاہ ہرگز نہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ یعنی جو لوگ ان خلفاء کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ کیا جو شخص کفر بواج کا بھی مرتکب ہو سکتا ہو۔ آیا اس کی اطاعت سے خروج فسق ہو سکتا ہے؟ یقیناً ایسے بادشاہوں کی اطاعت سے انکار کرنا انسان کو فاسق نہیں بنا سکتا۔ فسق کا فتویٰ ان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے غرض یہ حاروں دلائل میں اس آیت میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہے کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافت ملکیت نہیں پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ ہم ان خلفاء پر ویسے ہی انعامات نازل کریں گے جیسے ہم نے پہلے خلفاء پر انعامات نازل کئے تو اس سے مراد یہی ہے جیسے پہلے انبیاء کی اللہ تعالیٰ نے کی طرف سے مدد ہوتی رہی ہے اسی طرح ان کی مدد ہوگی۔ پس اس آیت میں خلافت نبوت سے مشابہت مراد ہے نہ کہ خلافت ملکیت سے

پس اس

بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ امت سے اس وقت تک

ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت معنوی حاصل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہوتے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معنوی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر خاتم کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفین کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت معنوی حاصل ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی بالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے زیادہ تر انہی کی حرکت کریں گی۔ ہاتھ انہی کے چسپ گئے۔ دامن انہی کا کام کرے گا۔ مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوا گا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے شیریں ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گھر کر کامیابی انہی کو حاصل ہوگی اور جب تمام گویاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہوگی اور ایسی مضبوط ہوگی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکیگی۔

پانچویں علامت

اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وَلَيَبْدِلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی جب بھی قوی طور پر اسلامی خلافت کے لئے کوئی خوف پیدا ہو گا اور لوگوں کے دل میں خوف پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسی خوف کے بعد ضرور اپنے سامان پیدا کرے گا کہ ان کے دل میں اس خوف کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جب انرا تفری کی حالت پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو حضرت علیؑ کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ اور جب حضرت علیؑ کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہؓ کے دل میں اس زمانہ کے مناسب حال خشیت اللہ پیدا کر دی اور جب روم کے عیسائی بادشاہ نے مسلمانوں کا انتشار دیکھ کر اسلامی ممالک پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے اسے کہلا بھیجا کہ یہ نہ سمجھنا کہ مسلمانوں میں اختلاف ہے اگر تم نے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا تو سب سے پہلا جبریل جو حضرت علیؑ کی طرف سے تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا۔ وہ میں ہوں گا۔ چنانچہ رومی بادشاہ ڈر گیا اور مسلمانوں کا خوف امن سے بدل گیا۔ یہ ایک جزوی ایمان تھا۔ اگر حضرت معاویہؓ اس وقت کلی طور پر ہتھیار ڈال دیتے اور حضرت علیؑ کے تابع ہو جاتے تو مسلمانوں کا اختلاف ہیث کے لئے مٹ جاتا۔ اور ایسے خوش کن نتائج نکلتے کہ آج ہر مسلمان کی گردن فقر سے اونچی ہوتی مگر افسوس کہ حضرت معاویہؓ نے صرف وقتی اطاعت کا اعلان کر ہی اطاعت کا اعلان نہ کیا۔

بعض لوگ غلطی سے اس آیت کا یہ مفہوم سمجھتے ہیں کہ خلفاء راشدین ہر خلیفہ سے محظوظ رہتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو چونکہ خلافت کے بعد خلفاء معاویہؓ پیش آئے اور دشمنوں نے انہیں شہید کر دیا اس لئے حضرت ابو بکرؓ کے سوا اور کسی کو خلیفہ راشد تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ غلطی انہیں اس لئے لگی ہے کہ انہوں نے قرآنی الفاظ پر غور نہیں کیا۔ بیشک خوف کا امن سے بدل جانا بھی بڑی نعمت ہے لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وَلَيَبْدِلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا کہ جو بھی خوف پیدا ہو گا اسے امن سے بدل دیا جائے گا۔ بلکہ وَلَيَبْدِلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا فرمایا ہے کہ جو خوف ان کے دل میں پیدا ہو گا اور جس چیز سے وہ ڈریں گے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔ اور اس کی جگہ امن پیدا کر دے گا۔ پس وعدہ یہ نہیں کہ زید اور بکر کے نزدیک جو بھی ڈر نے والی بات ہو وہ خلفاء کو پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ وعدہ یہ ہے کہ جس چیز سے وہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور دور کر دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ (سئل ص ۱۲ پر)

حیدر کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں (منیجر پبلشرز)

اس پر غور کیا جاتا ہے تو خلفاء کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان نظر آتا ہے۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہما ایسے خاندانوں میں سے تھے جو عرب میں کوئی بہتہ نہیں رکھتے تھے۔ لیکن حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما ایسے خاندانوں میں سے تھے جو عربیت کا جیتے رکھتے تھے چنانچہ بنو عبد شمس حضرت عثمانؓ کے حق میں تھے اور بنو عبد المطلب حضرت علیؓ کے حق میں۔ اور ان دونوں کو عرب میں بڑی قوت حاصل تھی۔ جب خلافت میں تنزل واقع ہوا اور مسلمانوں کی اکثریت میں سے ایمان اور عمل صالح جاتا رہا تو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد بنو عبد شمس نے مسلمانوں پر تسلط جما لیا اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت عثمانؓ سے تعلق رکھتے تھے چنانچہ ان کی حکومت کے دوران میں حضرت علیؓ کی تو مذمت ہوتی رہی اور حضرت عثمانؓ کی تعریف ہوتی رہی۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے تدارج اور ان کی خوبیوں کا ذکر کرنے والے اس دور میں بہت ہی کم تھے۔ اس کے بعد حالات میں پھر تغیر پیدا ہوا اور بنو عبد شمس کی جگہ بنو عبد المطلب نے قبضہ کر لیا یعنی بغداد میں دولت عباسیہ قائم ہو گئی۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کا تمام دور حضرت علیؓ کی تعریف اور آپ کی خوبیاں بیان کرنے پر صرف ہر نے لگ گئی۔ اس طرح کئی سو سال تک مسلمانوں کا ایک حصہ حضرت عثمانؓ کے اوصاف شمار کرتا رہا اور ایک حصہ حضرت علیؓ کے اوصاف شمار کرتا رہا۔ مگر باوجود اس کے خلفاء اربعہ کے بعد اسلامی حکومتوں کے یہ دو دور آئے اور دونوں ایسے تھے کہ ان میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تعلق رکھنے والے لوگ بہت کم تھے۔ پھر بھی دنیا میں جو عزت اور رتبہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فتووں اور ارشادات کو حاصل ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں۔ گویا اسے اتر کر انہیں بھی حاصل ہے اور یہ ثبوت ہے وَلَيَبْدِلَنَّهُمْ لَكُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ كَمَا كَرِهَ آلُ كَعْبٍ لَكُمْ قِيَامٌ کیا۔ اور ان کی عزت کو لوگوں کے قلوب میں جاگزین کیا۔ چنانچہ آج کسی مسلمان سے پوچھ لو کہ اس کے دل میں خلفاء میں سے سب سے زیادہ کس کی عزت ہے تو وہ پہلے حضرت ابو بکرؓ کا نام لے گا۔ پھر حضرت عمرؓ کا نام لے گا۔ پھر حضرت عثمانؓ کا نام لے گا اور پھر حضرت علیؓ کا نام لے گا حالانکہ کسی حدیث ایسی گزرتی ہے جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لینے والا کوئی نہیں تھا اور اتنے لمبے وقفہ میں بڑے بڑے لوگوں کے نام دنیا سے مٹ جایا کرتے ہیں لیکن خدا نے ان کے نام کو قائم رکھا اور ان کے فتووں اور ارشادات کو وہ مقام دیا جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فتووں اور ارشادات کو بھی حاصل نہیں۔

پھر بنو عبد شمس کے زمانہ میں حضرت علیؓ کو برنامہ کرنے کی بڑی کوششیں کی گئیں اور دولت عباسیہ کے زمانہ میں حضرت عثمانؓ پر بڑا لعن طعن کیا گیا۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ کوششیں حکومت کی طرف سے ہوئیں اور انہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں ان کو بدنام کرنے اور ان کے ناموں کو مٹانے کے لئے بڑی کوششیں کی مگر پھر بھی یہ دونوں خلفاء دھیلے دھلائے نکل آئے اور خدا نے تمام عالم اسلام میں ان کی عزت و توقیر کو قائم کر دیا۔

پھر دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں

اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا۔

یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہوا اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت معنوی کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین فوت ہو گئے تو ان کی وفات کے ساہو سال بعد خدا تعالیٰ نے ان کے خوف کو امن سے بدلا۔ کبھی سو سال بعد کبھی دو سو سال بعد۔ کبھی تین سو سال بعد۔ کبھی چار سو سال کے بعد اور کبھی پانچ سو سال کے بعد اور اس طرح ظاہر کر دیا کہ خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ ان کے ارادے رائیگاں جائیں۔ لیکن اگر اس ساری آیت کو ساری قوم کی طرف منسوب کر دیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس حدیث میں بھی وہی معنی کئے جائیں گے جس کو میں نے بیان کیا ہے۔ یعنی اس صورت میں بھی ساری قوم کو اگر کوئی خوف ہو سکتا تھا تو وہ کفار کے اسلام پر غلبہ کا ہو سکتا تھا۔ خدای تعالیٰ پر تو کسی کو یہ خوف ہو سکتا ہے کہ میرا بیٹا نہ مر جائے۔ کسی کو یہ خوف ہو سکتا ہے کہ مجھے تجارت میں نقصان نہ ہو جائے۔ مگر قوم کا خوف تو ایسا ہی ہو سکتا ہے جو اپنے اندر قومی رنگ رکھتا ہو اور وہ خوف بھی یہی ماننا پڑتا ہے کہ ایسا نہ ہو اسلام پر کفار غالب آجائیں۔ سو قوم کا یہ خوف بھی اسلام کے ذریعہ ہی دُور ہوا۔

اور اسلام کو ایسا زبردست غلبہ حاصل ہوا جس کی اور کہیں مثال نہیں ملتی

خلفاء کی چھٹی سلامت

اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ یَجِدُ دُونَهُ لَا يَشِدُّ كَوْنُ فِي شَيْءٍ وہ خلفاء میرے عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ یعنی ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے اجرات اور دلیری پیدا کر دی تھی اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی کا خوف ان کے دل میں پیدا نہیں ہو سکا۔ وہ لوگوں کے ڈر سے کوئی کام نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے توکل رکھیں گے اور اسی کی خوشنودی اور رفعا کے لئے تمام کام کریں گے۔ یہ معنی نہیں کہ وہ بہت پرستی نہیں کریں گے۔ بہت پرستی تو عام مسلمان بھی نہیں کرتے کچھ ایہ کہ خلفاء کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بہت پرستی نہیں کریں گے۔ یہیں یہاں بہت پرستی کا ذکر نہیں بلکہ اس امر کا ذکر ہے کہ وہ مندوں سے ڈر کر کسی مقام سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے بلکہ جو کچھ کریں گے خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کی رضا کو پورا کرنے کے لئے کریں گے اور اس امر کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اس راہ میں انہیں کن بلاؤں اور آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا دلیر آدمی بھی بعض دفعہ لوگوں کے ڈر سے ایسا پہلو اختیار کر لیتا ہے جس سے گو یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ سچائی کو چھوڑ دے مگر دل میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ میں ایسے رنگ میں کام کر دوں کہ کسی کو شکوہ پیدا نہ ہو۔

مولوی غلام علی صاحب ایک کڑ دہانی ہوا کرتے تھے۔ وہابیوں کا یہ فتویٰ تھا کہ ہندوستان میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے۔ لیکن حنفیوں کے نزدیک ہندوستان میں جمعہ کی نماز جائز نہیں تھی۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ جمعہ پڑھنا تب جائز ہو سکتا ہے جب مسلمان سلطان ہو۔ جمعہ پڑھانے والا مسلمان قاضی ہو اور جہاں جمعہ پڑھا جائے۔ وہ شہر ہو ہندوستان میں انگریزی حکومت کی وجہ سے جو کہ مسلمان سلطان رہا تھا۔ نہ قاضی اس لئے وہ جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ راجہ جو کہ قرآن کریم میں وہ یہ لکھا ہوا بات تھے کہ جب تمہیں جمعہ کے لئے بلایا جائے تو فوراً تمام کام چھوڑتے ہوئے جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑو۔ اس لئے ان کے دونوں کو اطمینان نہ تھا۔ ایک طرف ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ جمعہ پڑھیں اور دوسری طرف وہ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی حنفی مولوی ہمارے خلاف فتویٰ نہ دے دے۔ اس مشکل کی وجہ سے ان کا یہ دستور تھا کہ جمعہ کے روز گاؤں میں پہلے جمعہ پڑھتے اور پھر ظہر کی نماز ادا کر لیتے۔ اور وہ خیال کرنے کے اگر جمعہ والا مسئلہ درست ہے تب بھی ہم بیچ سکتے اگر ظہر پڑھنے والا مسئلہ صحیح ہے تب بھی ہم بیچ سکتے۔ اسی لئے وہ ظہر کا نام ظہر کی بجائے "احتیاجی" رکھا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے اگر ہمارے جمعہ کی نماز کو الگ پھینک دیا تو ہم ظہر کو

سانپ بظاہر ایک بڑی خوفناک چیز ہے مگر کئی لوگ ہیں جو سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سانپ کا خوف کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فقر ایک بڑی خوف دہانی چیز ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْفَقْرُ خَشْيَةٌ فَرَمِيرٌ سَلَمٌ ذَلَّتْ كَامُوجِبٌ نَحْسٌ بَلْكَ فَرَكَا مَوْجِبٌ ہے۔ اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ کھانے کے لئے اگر ایک وقت کی روٹی بھی نہ ملے تو یہ بڑی ذلت کی بات ہوتی ہے تو کیا اس کے اس خیال کی وجہ سے ہم یہ مان لیں گے کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ذلت ہوئی؟ جو شخص فقر کو اپنی عزت کا موجب سمجھتا ہے جو شخص چیتھڑوں کو قیمتی لباس سے زیادہ بہتر چیز سمجھتا ہے اور جو شخص دنیوی مال و منافع کو نجاست کی طرح حقیر سمجھتا ہے اس کے لئے فقر کا خوف بالکل بے معنی ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وَ لَيَبْدَنَّ لَهُمْ مِمَّنْ بَعْدُ الْخَوَفِ آثَنًا بَلْكَ فَرَمِيرٌ مِمَّنْ بَعْدُ خَوْفِهِمْ آثَنًا کہ کوئی ایسی خوف دہانی بات پیدا نہیں ہوگی جس سے وہ ڈرتے ہوئے۔ اس فرق کو مد نظر رکھ کر دیکھو تو یہ معلوم ہو سکا کہ

خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عمرؓ شہید ہوئے۔ مگر جب انعامات کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو اس شہادت سے کوئی خوف نہیں تھا۔ بلکہ وہ متواتر دعا میں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے شہادت نصیب کر اور شہید بھی مجھے مدینہ میں کرو۔ پھر حضرت عثمانؓ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان باتوں سے کبھی خائف نہیں ہوئے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب باغیوں نے مدینہ پر قبضہ کر لیا تو وہ غار سے پہلے تمام مسجد میں پھیل جاتے۔ اور اہل مدینہ کو ایک دوسرے سے جدا جدا رکھتے تاکہ وہ اکٹھے ہو کر ان کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ مگر باوجود اس شورش اور فتنہ انگیزی اور فساد کے حضرت عثمانؓ کو غار سے پٹھانے کے لئے اکیلے مسجد میں تشریف لاتے اور ذرا بھی خوف محسوس نہ کرتے اور اس وقت تک برابر آتے رہتے جب تک لوگوں نے آپ کو منع نہ کر دیا۔

یہی حال حضرت علیؓ کا ہے۔ ان کے دل کا خوف بھی صرف صداقت اور روحانیت کی اشاعت کے بارے میں تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس خوف کو امن سے بدل دیا یہ ڈر نہیں تھا کہ لوگ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے چنانچہ باوجود اس کے کہ حضرت معاویہؓ کا لشکر بعض دفعہ حضرت علیؓ کے لشکر سے کسی گئی گنا زیادہ ہوتا تھا آپ اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہی فرماتے تھے کہ

جو کچھ قرآن کہتا ہے وہی مانوں گا۔ اس کے خلاف میں کوئی بات تسلیم نہیں کر سکتا

اگر محض لوگوں کی مخالفت کو ہی خوفناک امر قرار دے دیا جائے تب تو ماننا پڑے گا کہ انبیاء دفعوذ باللہ ہمیشہ لوگوں سے ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ جتنی مخالفت لوگ ان کی کرتے ہیں اتنی مخالفت اور کسی کی نہیں کرتے۔ بہر حال دنیا کی مخالفت کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور نہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَ لَيَبْدَنَّ لَهُمْ مِمَّنْ بَعْدُ الْخَوَفِ آثَنًا بَلْكَ وَ لَيَبْدَنَّ لَهُمْ مِمَّنْ بَعْدُ خَوْفِهِمْ آثَنًا فرمایا ہے کہ جس چیز سے وہ ڈرتے ہو گئے اسے اللہ تعالیٰ نے دور کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا اور جہاں کہیں بنا چکا ہو وہ صرف اس بات سے ڈرتے تھے کہ امت محمدیہ میں گمراہی اور فطالت نہ آجائے سو امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس توجہ اور دعا کی برکت سے ہمیشہ مجموعی ضلالت سے محفوظ رکھا اور اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہی دنیا کے کثیر حقہ پرستہ غلبہ رہا۔

اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیں گے اور اگر اس نے ٹھکر کر دیا تو ہم صبر سے اس کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اور اگر کوئی "احتیاطی" نہ پڑھتا تو سمجھا جاتا کہ وہ دہائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہم مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گورداسپور گئے۔ راستہ میں جمعہ کا وقت آگیا۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد میں چلے گئے۔ آپ کا عام طریقہ دہائیوں سے ملتا جلتا تھا کیونکہ دہائی حدیثوں کے مطابق عمل کرنا اپنے سے ضروری جانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہی

انسان کی نجات کے لئے ضروری ہے

غرض آپ بھی مولوی غلام علی صاحب کے ساتھ گئے اور جمعہ کی نماز پڑھی جب مولوی غلام علی صاحب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعت ظہر کی نماز پڑھی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب! جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں کیسی ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ یہ "احتیاطی" ہے۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب! آپ تو دہائی ہیں اور عقیدہ اس کے خلاف ہیں پھر "احتیاطی" کے کیا معنی ہوئے۔ وہ کہنے لگے یہ احتیاطی ان معنوں میں نہیں کہ خدا کے سامنے ہمارا جھوٹا ہونا ہے یا قہر۔ بلکہ یہ ان معنوں میں ہے کہ لوگ مخالفت نہ کریں۔ تو کئی لوگ اس طرح بھی کام کرتے ہیں جیسے مولوی غلام علی صاحب نے کیا کہ اپنے دل میں تو وہ اس بات پر خوش رہے کہ انہوں نے جو پڑھا ہے اور اُدھر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے چار رکعت ظہر کی نماز پڑھی۔

اسی طرح ایک لطیفہ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ کوئی مٹی بنگ تھے جو شیعوں کے علاقہ میں رہتے تھے۔ ایک حضرت کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہو گئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بادشاہ کے پاس پہنچ کر وہ کی درخواست کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور مدد کی درخواست کی۔ وزیر نے ان کی شکل کو دیکھ کر بادشاہ کو کہا کہ یہ شخص شیعہ نہیں سنی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ تمہیں کس طرف معلوم ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ بس شیعہ ہی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ کہنے لگا یہ کوئی دلیل نہیں تم میرے سامنے اس کا امتحان لو۔ چنانچہ وزیر نے ان کے سامنے حضرت علیؑ کی بڑے زور سے تعریف شروع کر دی وہ بزرگ بھی حضرت علیؑ کی تعریف کرنے لگے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ دیکھنا تم جو کچھ کہتے تھے وہ غلط ثابت ہوا یا نہیں۔ اگر یہ شیعہ نہ ہوتا تو کیا حضرت علیؑ کی ایسی ہی تعریف کرتا۔ وزیر کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت آپ خواہ کچھ کہیں مجھے یہ سنی ہی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا امتحان کے لئے پھر کوئی اور بات کرو۔ چنانچہ وزیر کہنے لگا کہو میرے لئے لعنت۔ یعنی ابوبکرؓ اور عثمانؓ پر (نعوذ باللہ) لعنت۔ وہ بھی کہنے لگا۔ میرے لئے لعنت۔ بادشاہ نے کہا۔ اب تو یہ یقینی طور پر شیعہ ثابت ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر میرا دل مطمئن نہیں۔ آخر وزیر انہیں الگ لے گیا۔ اور کہا پیچھے ہٹاؤ۔ تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا۔ میں سنی ہوں اس نے کہا۔ پھر تم نے۔ میرے لئے لعنت کیوں کہا تھا۔ وہ بزرگ کہنے لگے۔ تمہاری ان الفاظ سے تو یہ مراد تھی کہ ابوبکرؓ اور عثمانؓ پر لعنت نہ ہو۔ مگر میری مراد یہ تھی کہ آپ دونوں اور مجھ پر لعنت ہو۔ آپ لوگوں پر اس لئے کہ آپ بزرگوں پر لعنت کرتے ہیں اور مجھ پر اس لئے کہ مجھ اپنی بدخمت سے تم جیسے لوگوں کے پاس آنا پڑا۔

غرض ان کی طریقی پر وقت گزار رہا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طرح جس نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ مگر فرمایا۔ یَعْبُدُکَ وَنَسِيَ لَایْسَہُ کُفْرًا

خلفاء انتہائی طور پر دلیر ہونگے اور خوف و ہراس ان کے قریب بھی نہیں پھیلے گا۔

وہ جو کچھ کریں گے خدا کی رضا کے لئے کریں گے۔ کسی انسان سے ڈر کر ان سے کوئی فعل صادر نہیں ہو سکا۔

یہ خلافت بھی خلفاء راشدین میں تمام و کمال پائی جاتی ہے چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو اس وقت سارا عرب متحد ہو گیا۔ صرف وہ جگہ نماز باجماعت ہوتی تھی۔ باقی تمام مقامات میں فقہ انٹو کھڑا ہوا اور سوائے مکہ اور مدینہ اور ایک چھوٹے سے قصبہ کے تمام ملک نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا تھا کہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَاتٍ (تو یہ) تو ان کے مالوں سے صدقہ لے۔ کسی اور کو یہ اختیار نہیں کہ ہم سے زکوٰۃ وصول کرے۔ غرض سارا عرب متحد ہو گیا اور وہ لڑائی کے لئے چل پڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گواہ اسلام کمزور تھا مگر لوگ متفرق طور پر حملہ کرتے تھے۔ کبھی ایک گروہ نے حملہ کر دیا اور کبھی دوسرے نے۔ جب غزوہ احزاب کے موقع پر کفار کے لشکر نے اجتماعی رنگ میں مسلمانوں پر حملہ کیا تو اس وقت تک اسلام ایک جنگ طاقت پکڑ چکا تھا گو ابھی اتنی زیادہ طاقت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ انہیں آئندہ کے لئے کسی حملہ کا ڈر ہی نہ رہتا۔ اس کے بعد جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کے لئے گئے تو اس وقت عرب کے بعض قبائل بھی آپ کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے تدریجی طور پر شیعوں میں جوش پیدا کیا تاکہ وہ اتنا زور نہ پکڑیں کہ سب ملک پر چھا جائیں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یکدم تمام عرب متحد ہو گیا۔ صرف مکہ اور مدینہ اور ایک اور چھوٹا سا قصبہ رہ گئے۔ باقی سب مقامات کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ لشکر بیکر مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

بعض جگہ تو ان کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر ادھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا اور وہ بھی شام کو جا رہا تھا۔ اور یہ وہ لشکر تھا جسے اپنی وفات کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی علاقہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ اور آسامہؓ کو اس کا امیر مقرر کیا تھا۔ باقی جو لوگ تھے وہ یا تو کمزور اور بڑھے تھے اور یا پھر سنسنی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر صحابہؓ سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت آسامہؓ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا تو مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ اکابر صحابہؓ کا ایک وفد جن میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل تھے اور جو شجاعت اور دلیری میں مشہور تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ کچھ عرصہ کے لئے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ جب بغاوت فرو ہو جائے تو پھر بیشک اسے بھیجا دیا جائے۔ مگر اب اس کا بھجوانا خطرہ سے خالی نہیں مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں اور دشمن کا لشکر ہماری طرف بڑھتا چلا رہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا یہ کام کرے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اسے روک لے۔ میں اس لشکر کو کسی صورت میں روک نہیں سکتا۔ اگر تمام عرب باغی ہو گیا ہے تو بیشک ہو جائے اور اگر مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں تو بے شک ضرر ہے۔

خدا کی قسم اگر دشمن کی فوج مدینہ میں گھس آئے اور ہمارے سامنے مسلمان شورتوں کی لاشیں گتے گھسٹے پھرتی تب

بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کر دوں گا

جس کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو

میں اکیلا تمام دشمنوں کا مقابلہ کر دوں گا

یہ یَعْبُدُکَ وَنَسِيَ لَایْسَہُ کُفْرًا کی حد اقل کا کتنا بڑا ثبوت ہے

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر دیجیے کہ ان لوگوں سے عارضی صلح کریں اور انہیں پھمدیں

یہ یَعْبُدُکَ وَنَسِيَ لَایْسَہُ کُفْرًا کی حد اقل کا کتنا بڑا ثبوت ہے

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر دیجیے کہ ان لوگوں سے عارضی صلح کریں اور انہیں پھمدیں

یہ یَعْبُدُکَ وَنَسِيَ لَایْسَہُ کُفْرًا کی حد اقل کا کتنا بڑا ثبوت ہے

دوسرا سوال زکوٰۃ کا تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر دیجیے کہ ان لوگوں سے عارضی صلح کریں اور انہیں پھمدیں

پر کھڑا کرنے کے بعد جو قوت بخشی تھی اس کے اگے ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اتنے مسلمان کہاں سے آئیں گے جو ایرانی لشکر کا مقابلہ کر سکیں۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اتنا سامان اور اسلحہ کہاں سے آئے گا جو ایرانی فوجوں کے سامان اور اسلحہ کے مقابلہ میں کام آ سکے۔ انہوں نے ایرانیوں کی سرکشی کی خبر سنتے ہی فوراً اپنے سپاہیوں کو اس آگ میں کود جانے کا حکم دے دیا اور کسری سے بھی جنگ شروع کر دی۔ اس کے بعد جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو وہی عمرؓ جو ابو بکرؓ کو یہ مشورہ دیتے تھے کہ اتنے بڑے لشکر کا ہم کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں وہ بہت ہلکا اور ہم ٹھوڑے۔ جیش اسامہؓ کو ہوا لیا جائے تاکہ وہ ہماری مدد کر سکیں۔ ان میں بھی وہی توکل آگیا۔ اور انہوں نے بھی ایک ہی وقت میں قبضہ دسری سے جنگ شروع کر دی اور آخر ان دونوں حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔ اسی جنگ کے نتیجے میں جب ایران فتح ہوا اور کسری کے خزانے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ان غنیمت میں کسری کا ایک رومال بھی آیا تو حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کو ملا۔ ایک دن ایسی کھانسی اٹھی تو انہوں نے اپنی حسیب میں سے کسری شاہ ایران کا رومال نکال کر اس میں تھوک دیا اور پھر کہا بے بیخ البوہد میرۃ۔ داہ دا ابو ہریرہ! تیری بھی کیا شان ہے کہ تو آج کسری شاہ ایران کے رومال میں تھوک رہا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا الفاظ استعمال کیے ہیں۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض دفعہ مجھے اتنے فائدے ہوتے تھے کہ میں بھوک سے بیتاب ہو کر بے ہوش ہو جاتا اور لوگ یہ سمجھ کر کہ مجھے مرگ کا درد ہو گیا ہے میرے سر پر جوتیاں مارا کرتے مگر آج یہ حالت ہے کہ میرا بی رومال میں تھوک رہا ہوں۔ تو یَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کی عظمت خدا تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے ذریعہ نہایت واضح رنگ جہاں پوری فرمائی اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو تعظیم کرنے سے اپنے دل میں نہیں آنے دیا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے باحیا اور رقیق القلب انسان نے اندرونی مخالفت کا مقابلہ جس یقین سے کیا ہے وہ

انسانی عقل کو دنگ کر دیتا ہے

حالانکہ وہ عام طور پر کمزور سمجھے جاتے تھے مگر جب ان کا اپنا زمانہ آیا تو انہوں نے ایسی بہادری اور جرات سے کام لیا کہ ان کے واقعات کو پڑھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ یہی حالی حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کا ہے کسی مخالفت یا خطرے کی انہوں نے پرواہ نہیں کی۔ حالانکہ اندرونی خطرے بھی تھے اور بیرونی بھی مگر ان کے مددگار صرف یہی امر رہا کہ خدا تعالیٰ کی مہر پوری ہو اور ذرا بھی کسی سے خوف کھا کر اس منشا اہل میں جو انہوں نے سمجھا تھا فرق نہیں آنے دیا۔

عرض تمام خلفاء کے حالات میں ہمیں یَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نظارہ نظر آتا ہے جو اس بات کا یقین اور قطع ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خود مقام خلافت پر کھڑا کیا تھا۔ اور وہ آپؐ ان کی تائید اور نصرت کا ذمہ دار رہا۔ (تفسیر کبیر تفسیر سورہ النور ص ۳۸ تا ص ۳۹)

امراء و صدر صاحبان جماعت بھارت کو چہ فرمائیں

محمد امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے اتمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ سیدنا حضور انور ابراہیم اللہ کی منظوری سے امسال چند سالانہ یو کے ۲۱ تا ۲۹ جولائی ۱۹۹۴ء اسلام آباد ٹنٹورڈ (سرے) برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے اس میں شرکت کے خواہش مند احباب و خواتین کے کوآلف حسب سرکر نظرارت امور عامہ میں اپنی تصدیق کیا تھ جلد از چند بجو ادین تاکہ انھیں لندن سے آمدہ دعوت نامے/ صیانت شپ بجوائے جا سکیں جسے وہ دہلی کے برطانیہ ہائی کمیشن یا اپنے علاقہ کو تسلیٹ میں پیش کر کے ویزا حاصل کر سکیں۔ (ناظر امور عامہ قاریان)

کہ ہم اس سال تم سے زکوٰۃ نہیں لیں گے۔ اس دوران میں ان کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا اور تفرقہ کے مٹنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی۔ موجودہ صورت میں جبکہ وہ جوش سے بھرے ہوئے ہیں اور جبکہ وہ لڑنے لڑنے کے لئے تیار ہیں ان سے زکوٰۃ وصول کرنا مناسب نہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ اونسٹ کا گھٹنا باندھنے والی ایک رستی بھی زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے اور اب نہیں دیں گے تو میں اس وقت تک ان سے جنگ جاری رکھوں گا جب تک کہ وہ رستی بھی ان سے وصول نہ کر لوں۔ اس پر صحابہؓ نے کہا اگر جیش اسامہؓ بھی چلا گیا۔ اور ان لوگوں سے عارضی صلح بھی نہ کی گئی تو پھر دشمن کا کون مقابلہ کرے سکا۔ مدینہ میں تو بڑے بڑے اور کمزور لوگ یا چند نوجوان ہیں وہ مجھلا لاکھوں مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اے دستو

اگر تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابو بکرؓ کیلئے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہو گا

یہ دعویٰ اس شخص کا ہے جسے نبیوں جنگ سے کچھ زیادہ واقفیت نہ تھی اور جس کے مستقل عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ دل کا کمزور ہے۔ پھر یہ جرات۔ یہ دیرینہ یقین اور یہ ثوق آپؐ میں کہاں سے آیا؟ اسی وجہ سے آیا کہ آپؐ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میں خلافت کے مقام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہوں اور مجھ پر ہی تمام کاموں کی ذمہ داری ہے۔ پس میرا فرض ہے کہ میں مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤں۔ کامیابی دینا یا نہ دینا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر وہ کامیابی دینا چاہے تو آپؐ دے دے گا اور اگر نہیں دینا چاہے تو سارے لشکر مل کر بھی کامیاب نہیں کر سکتے۔ اسی طرح

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ جرات دیکھو

کہ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں دنیا کی دو زبردست حکومتیں یعنی قیصر دسری سے بیک وقت جنگ شروع کر دی حالانکہ اس زمانہ میں صرف قیصر کا مقابلہ کرنا بھی ایسا ہی تھا۔ جیسے آجکل افغانستان کی حکومت امریکا یا انگلستان سے لڑاؤ شروع کر دے۔ مگر باوجود اتنی زبردست حکومت کے ساتھ جنگ جاری ہونے کے جب حضرت ابو بکرؓ کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ کسری کی فوجوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں سرکشی دکھانی شروع کر دی اور ان کے بہت سے علاقے جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے ان میں بغاوت اور سرکشی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں تو آپؐ نے حکم دیا کہ فوراً ایران پر حملہ کر دو۔ صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ایک ہی وقت میں دو زبردست حکومتوں سے کسی طرح مقابلہ ہو گا۔ مگر آپؐ فرماتے ہیں۔ کچھ پرواہ نہیں جاؤ اور مقابلہ کر دو۔ مسلمان چونکہ اس وقت رومی حکومت سے جنگ کرنے میں مشغول تھے اس لئے ایران پر مسلمانوں کا یہ حملہ اس قدر دور اوقیانوس تھا کہ ایران کے بادشاہ کو جب یہ خبر پڑی پہنچیں کہ مسلمان فوجیں بڑھتی چلی آ رہی ہیں تو اس نے ان فوجوں کو کوئی اہمیت نہ دی اور کہا کہ لوگ خواہ مخواہ جھوٹا افواہیں اڑا رہے ہیں۔ مسلمان جھلا ایسی حالت میں جبکہ وہ پہلے ہی ایک خطرناک جنگ میں مبتلا ہیں ایران پر حملہ کرنے کا خیال بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک تو ایرانیوں کی شکست کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ دارا الخلفائے مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی فوج نہیں آئی۔ اور بادشاہ خیال کرتا رہا کہ لوگ جھوٹی خبریں اڑا رہے ہیں۔ مگر جب کثرت اور تواثر کے ساتھ اسے اس قسم کی خبریں پہنچیں تو اس نے اپنا ایک جبریل بھیجا اور اسے حکم دیا کہ میرے پاس صحیح حالات کی رپورٹ کر دو چنانچہ اس نے جب رپورٹ کی کہ مسلمان واقعہ میں حملہ کر رہے ہیں اور وہ بہت سے حصوں پر قابض بھی ہو چکے ہیں۔ تب اس نے ان کے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی۔ اس سے تم اندازہ لگا لو کہ مسلمانوں کا اس لڑائی میں کودنا بظاہر کتنا خطرناک تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی وہ روحی لشکر کا بھی مقابلہ کر رہے تھے۔ مگر

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے مقام خلافت

خلافت حقہ کی برکات

دور خلافت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصالح الموعودہ کے پنداریان افروز واقعات

از محترم والدہ طاہرہ احمد، ہمبرگ (جرمنی)

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "میں خدا تعالیٰ کی مجسم قدرت ہوں میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم میری قدرت ثانی کے انتظار میں رہو۔ اور میرے بعد ایک عالم کی جماعت چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکیٹھے ہو کر دعا میں ملے رہیں تا دوسری قدرت اُٹھنی سے نازل ہو۔" (الوصیت)

پس یہ خدا تعالیٰ کی حکیم سے سنت ہے کہ جب دنیا ظہور الفساد فی البر والبرکات ہو جاتی ہے تو خدا اپنی رحمت سے اپنے ایک برگزیدہ کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتا ہے تا وہ توحید کی حق برتری کے اور پھر اُس کے وصال کے بعد خلافت کے بابرکت نظام سے اُس کے بارغ کی امداد کے سامان فرماتا ہے۔ جو وہ حق تعالیٰ سے اور اس خلیفہ کو خود خدا تعالیٰ منتخب فرماتا ہے۔ اگرچہ جماعت کے ذریعہ سے ہی کرتا ہے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کی انگلی کے اشارہ پر نکال دیا کہ جماعت کی رجحانی تربیت کرتا ہے۔ پس خلیفہ وقت حقیقت میں ایک آسمانی وجود ہے تبھی وہ دنیا داروں کی نظر سے اوچل رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعتی اُس کو دکھ دینے کے درپے رہتے ہیں انہیں کارنامہ کا مہمہ دیکھتے ہیں۔ خلافت کا نظام ایک آسمانی برکت ہے اور خلیفہ ہی ہے ذریعہ انبیاء علیہ السلام کی برکات پھر دنیا میں جاری اور ساری رہتی ہیں۔ اور وہ جماعت خوش بخت ہوتی ہے جو اُن کے حلقہ میں صدق اور اخلاص سے داخل ہوتی ہے۔ اور اُن پر خلیفہ کا سایہ الرحمت ہوتا ہے۔ اُن کی وجہ سے جماعت کا ہر فرد اپنے سر پر

ایک چھت محسوس کرتا ہے۔ غرض کہ خلافت کی لامتناہی برکات میں جن سے جماعت کا ہر فرد فیض یاب ہو رہا ہوتا ہے۔ اور عوام الناس اُس سے محروم ہوتے ہیں۔ ان لامتناہی برکات کا تذکرہ اس چھوٹے مضمون میں سمندر میں سے ایک قطرہ لینے کے برابر ہے۔ انہی برکات کا اثر ہوتا ہے کہ اُن کے پیر کا رد و قبول سے منفرد اور اعلیٰ نظر آتے ہیں اور بعض سجدہ فطرت اُن کے چہرہ کی نشانیں سے اس بات کو شناخت کر لیتے ہیں کہ کسی رجب کے عاشق صادق کی جماعت ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اُن میں اپنے آقا کے امتیازی حق کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ جن کو دوسرے بھی محسوس کرتے ہیں۔ سو یہ مسیح محمدی کی جماعت کی نشانی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:
يُحْيِي مَوْتًا فِي وَجْهِهِ
مَنْ أَشْرَ السَّاجِدِينَ
ایک دفعہ لاہور میں مجھ سے ایک سکول کی مالک خاتون رجوعہ خود شہید تھیں کہ ان کے سوال کیا کہ ایک عجیب بات ہے میں احمدی لوگوں میں دیکھتی ہوں کہ جب کوئی احمدی فوت ہوتا ہے تو اُس کے چہرہ پر ایک عجیب سا نور نظر آتا ہے۔ جو ہم دوسرے مسلمانوں اور شیخہ میں نہیں دیکھتے اور یہ حقیقت ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

کسی یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حقہ اور برکت کے خلیفہ خلافت کی برکت سے ہے یہ جو فرق دوسروں کو بھی نظر آتا ہے یہاں پر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ تربیت اور آپ کے دور رس فیض کی برکات کو بیان کرنا چاہتی ہوں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے

مجھے حضرت بقدر مسیح پاک علیہ السلام کے فرزند اور دوسرے خلیفہ اور سب سے بڑھ کر ربانی بشارتوں کے مظہر مصلح عالم تھے۔ اور مسیحی نفس کو ماننے والے تھے۔ آپ بھی حضرت اقدس سرور درجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں سے تھے۔ اور ان کے برکات کو جاری کئے ہوئے تھے۔ آپ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپ اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت گزار تھا کرتے۔ اور جماعت کی اعلیٰ تربیت میں دن رات کوشاں رہتے۔ تبس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہم سے بناتے تھے اور ان میں اپنی روح پھونکتے تھے تو وہ اڑنے والے پرندے ہو جاتے تھے۔ اسی طرح آپ نے اپنے مسیحی نفس کی برکت سے جماعت کی اعلیٰ تربیت کی اور ان میں فلک پر اڑنے والے پرندوں کی صفات پیدا کیں یہ کام مہولی نہ تھا اس کے لئے آپ نے خود بہت قربانیاں کیں اس تربیت کے کئی میدان ہیں۔ لیکن ان میں ایک منفرد کام وقار عمل تھا قادیان دارالامان کی بات ہے میرے بڑے بھائی صاحب نے ذکر کیا کہ کل نہرت گزرتے سکول کے سامنے وقار عمل ہے اور اُس میں حضرت اقدس مصلح موعود شریف لائیں گے۔ ہمیں بھی بہت شوق ہوتا تھا چاہا پتہ چلتا حضور اقدس میں آئیں گے وہاں ہم ہنر درپنچ جا گئے۔ دوسرے دن بھائی جان بھی گئے اور میں بھی وہاں پہنچ گئی۔ اور جو نظارہ میں نے دیکھا وہ اس وقت سمجھ نہیں آیا۔ اب سمجھ آئی ہے کہ حضور اقدس میں اس طرح اپنی روح

ان پرندوں میں پھونکتے تھے۔ آپ کا تربیت کا اپنا ایک منفرد اور انوکھا رنگ تھا جس سے دوسرے متاثر ہوتے کوئی دنیا دار لپٹا ہوتا تو خود کھڑے ہو کر حکم صادر کرتا۔ لیکن آپ نے خدام کی لمبی لائن بنائی۔ دو تین خدام ہی کھود کر فرمایاں بھرتے اور خدا تعالیٰ کا یہ پیارا خلیفہ مسیح سب سے اول لائن میں کھڑے ہو کر سب سے پہلے ٹوکی خود اٹھاتے پھر اگلے ساتھی کو اور وہ اس سے اگلے کو اس طرح لڑکھایاں اگلے پہنچ رہے تھے۔ جہاں میں ڈالی جا رہی تھی وہاں خدام کے ساتھ اطفال بھی بڑے جوش و خروش سے شامل تھے۔ اور سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے ان کو دیکھ کر میرے دل چاہے کہ میں بھی جان میں شامل ہو جاؤں۔ یہ وقار عمل گری میں لکھی گھنٹے جاری رہا اور حضور اقدس برابر وہاں موجود رہے حالانکہ حضور انور کی طبیعت بہت نازک تھی آپ کو بہت جلد زکام اور گلے کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ لیکن آپ ایک جبریل کی طرح خود میں سے بھرپور ٹوکریاں بٹھا رہے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں کسی نے اشتیاق اور محبت میں نماز کے بعد واپس آتے ہوئے آپ پر ایک عطر چھڑک دیا تھا جس سے اُنکو آواز آئی تھی آپ کو سخت زکام ہو گیا تھا آپ کی طبیعت اتنی نازک تھی اس کے باوجود آپ مزہوروں کی طرح وہاں پر خدام کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اس طرح آپ نے اپنے خدام میں خدمت دین کا اعلیٰ درجہ پیدا کیا۔ جو آج بھی جماعت میں طرہ امتیاز رکھتی ہے۔ ہر جگہ وقار عمل میں حضرت مصلح موعود ہی کی وہ روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ یہ وہی وقار عمل ہے جسکی بنیادی ایٹم آپ کے مبارک ہاتھوں نے مسکائی تھی۔

ایک نرا وقت مرکز سے ہجرت کا تھا۔ جب کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا۔ نہ ہی کوئی کسی کی مدد کر سکتا تھا۔ اس وقت حضرت اقدس کا مبارک ہاتھ جماعت کے سر پر رحمت کے سایہ کی طرح تھا جسکی وجہ سے ساری جماعت سخت فطرت حالات میں باحفاظت پاکستان آگئی یہ سب ایک طویل داستان ہے اس وقت آپ کی نظر جماعت کے

ایک ایک فرد پر بھی۔ ہمارے ایک کزن نوجوانی ٹرک سے گر قادیان سے اور اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو ستائے۔ اور خوشی خوشی حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے فوراً ان سے ہمارے متعلق پوچھا کہ ان کو بھی لے آئے کہ نہیں۔ ان کا نفی یہ جواب سن کر حضور انور ان سے ناراض ہوئے اور فرمایا اب تمہاری سزا یہ ہے کہ دوبارہ حکومت سے درخواست کہ گئے ٹرک لیا اور فوراً ان کو بھی لے کر آؤ۔ یہاں ہمارے والد ماجد نے گھر میں ہر قسم کا راشن بھر لیا تھا۔ اور آئے والے خطرات سے بے خبر اس خوش فہمی میں بیٹھے تھے کہ قادیان سے نہیں جانا ادھر دن بدن خطرات کا دائرہ تنگ ہو رہا تھا۔ اگر حضور انور ان کو نہ بچواتے تو پتہ نہیں چار کیا چشمہ ہوتا یہ یہ یہ حضور اقدس کا عظیم احسان تھا کہ حضور انور کی دور رس نگاہ نے خطرات کو بھانپ لیا۔ اور ہمیں نکلایا اور ہم عزت کے ساتھ لاہور پہنچ گئے باقی حضرت والد صاحب اور بڑے بھائی قادیان دارالامان میں حفاظت کے لئے رہ گئے تھے۔ ان دنوں حضور اقدس کے شب دروز جماعت کے فکر و غم میں گرفتار ایک دن عاجزہ حضرت ام ناصر رضی اللہ عنہا کے پاس تھی حضور اقدس پریشان آئے اور فرمایا سب کو پیغام دو کہ آج رات کو بڑے چھوٹے کوئی نہ سوئے ساری رات نواخل اور عداوت قرآن کریم میں گزاریں۔ آج رات قادیان پر حملہ کا بہت سخت خطر ہے چنانچہ حضور اقدس کا یہ پیغام سب کو پہنچا گیا ہم سب نے بھی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رات کا کچھ حصہ جاگ کر نواخل ترک کریم کی عداوت کہ تھے گزارہ۔ پس خانہ تعالیٰ جو رحمن رحیم ہے اس نے اپنے بند خلیفہ حضرت مصلح موعود کی تقریبات اور گریہ و زاری کو قبول فرمایا اور وہ ایک جو حضور انور نے اس کے در پر بہائے تھے وہ قادیان دارالامان پر ابرار رحمت بن کر برستے اور اتنی بارش اتنی بارش ہوئی کہ حملہ کرنے والوں کو بھاگنا پڑا اور قادیان کے گلی کو چے جل تھل بن گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قادیان کو بچا لیا۔

ابھی دلوں کی بات ہے کہ عاجزہ رتن باغ حضور اقدس کے اسی گھر میں تھی کہ اچانک نیچے گیت سے ٹرک داخل ہونے شروع ہوئے

میں بھی بالکٹی میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی اتنے میں دیکھا کہ حضرت اقدس اپنے کمرہ سے بے قراری کے عالم میں تیزی سے الحمد للہ الحمد للہ ٹرک سے ہوئے تنگ پاؤں تنگ سر آئی بالکٹی میں آکر کھڑے ہو گئے۔ ٹرکوں پر بیٹھی ہوئی عورتیں چادریں اوڑھیں تھیں ایسے لگا کہ وہ مرد ہیں جیسے ہی حضور اقدس کی آن پر نظر پڑی حضور انور نے گھر کو فرمایا ہیں یہ تو سب مرد لگ رہے ہیں۔ لیکن ایسا تو نہیں کہ مرد عورتوں کو قادیان پھونڈ کر خود آگئے ہیں۔ جاؤ جلدی سے پیریدار کو کہو کہ بھاگ کر جاؤ اور پتہ کر کے کہ یہ مرد ہیں کہ یا عورتیں۔ چنانچہ پیریدار واپس آیا اس نے بتایا کہ وہ عورتیں ہی ہیں راستہ میں حملہ کی وجہ سے سب نے چادریں ہی ہوتی ہیں تاکہ یہاں نہ جائیں۔ اس اظہار پر حضرت اقدس نے یہ سمجھ لیا کہ یہاں دیا۔ اور ابھی طرح خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ کسی اور نے ایک اور بات بیان کی تھی کہ اندر جا کر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا تھا۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ ساری جماعت کو لنگر خانہ سے ایک روٹی صبح ایک روٹی شام ملتی تھی جماعت پر مالی بوجھ بہت بڑھ گیا تھا۔ جن لوگوں نے وہ وقت دیکھا ہوا ان کو خوب یاد ہو گا کہ شدید بھوک لگتی تھی۔ اور جب روٹی ملتی تو اس کے کھانے کا بہت لطف آتا تھا حضور انور نے اپنے خاندان کو بھی یہی حکم دیا ہوا تھا کہ سب اسی طرح ایک روٹی صبح ایک شام کھائیں۔ ایک دن ایک خادمہ ایک چھوٹی بچی کو اٹھائے ہوئے حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کو ملوانے لائی۔ اس بچی کے ہاتھ میں ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا لٹکا ہوا تھا۔ حضرت امی جان رضی اللہ عنہا نے خادمہ کو بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ تمہیں پتہ نہیں حضور کا حکم ہے کہ سب گھر والے ایک ہی روٹی کھا لیں گے۔ زائد نہیں کھائیں گے۔ اگر حضور کی نظر پڑ گئی تو حضور ناراض ہوں گے جاؤ اس کو یہاں سے لے جاؤ اور اس کی ام کو میرا یہ پیغام دے دینا۔

بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اس میں ہمارے لئے اطمینان کا ایک عمدہ سبق ہے نیز اس اور انعام مصلح موعود کی بے مثال قربانی نظر آتی ہے جماعت کی تکلیف میں ان کو بھی شام فرمایا ہوا تھا جو خود خرید کر کھا سکتے تھے۔ اس میں جماعت سے محبت اور خوق خدا سے بھی ہمدردی نظر آتی ہے۔ جماعت کے ساتھ نہ صرف خود قربانی ہی بلکہ خاندان کو بھی ساتھ شام کر کے ایک وحدت قائم کی اس طرح آپ جماعت میں ایک نئی زندگی اور نئے روح پھونک دے تھے۔ زبانہ ایسی کوئی تنظیم اور ایسا کوئی سچا ہمدرد دنیا میں ملنا مشکل ہے بجز جماعت احمدیہ کے مبارک خلیفہ کے وجود کے۔ جس کو یہ برکتیں اور سعادت عطا تھیں۔ نے عداوت کی ہوئی ہیں۔ پس خلافت حقہ کا سایہ ایسی لازوال نعمت عظمیٰ ہے جس کا احمدیہ جماعت جتنا بھی شکر کرے کم ہے۔ یہ جماعت اس لحاظ سے خوش بخت ہے کہ اس کو ایک راہ نما ملا ہوا ہے ایک سچا غلہ سار عطا ہوا ہے جو راتوں کو دوسروں کے دکھ میں جاگتا جس کے سجدے ایوں اور غریبوں کی خاطر اشکوں سے تر رہتے ہیں جس کی آنکھیں اوروں کے غم سے بوجھل رہتی ہیں۔

بعض اوقات خلیفہ اربعہ کو دعا کیے لئے کہنے والے خود سکون سے لمبی تان کر سو جاتے ہیں لیکن یہ بندہ خدا ان کے غم میں بے قرار مجسم فریاد بن کر اپنے مولائے حضور ان کے لئے رحمت کی بھیج مانگتا اور خدا کی رحمت کو کینچ کر لاتا ہے یہ رحمت کی تاریں ایک طرف خلیفہ کے بابرکت وجود کے ذریعہ آسمان پر خدا تعالیٰ سے اور زمین پر اس کے بندوں سے پیوست ہیں۔ اور رحمت کے ساتھ ایک واسطہ رحمت ہیں اگر خلافت کا یہ سلسلہ جاری نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کے نیک بند کب سے اس دنیا سے نابود ہو چکے ہوتے اور یہ کائنات توحید کی برکت سے خالی ہوتی۔

احمدیہ نعمت حضرت اقدس کی دراز درجہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے صدقے اور برکت سے احمدیہ جماعت کو میسر آئی۔ دعائیں کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم اپنی رحمت سے ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی والی برکت والی لمبی عمر عطا فرمائے آپ کی شب دروز کی دعاؤں کو جناب الہی میں قبولیت کا شرف عطا ہوا اور ہم سب ساری جماعت کو حضور اقدس کے ہر حکم پر صدق دل سے عمل کی توفیق بخشے اور ہمیشہ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہم پر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین۔

حضرت مصلح موعود نے ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء میں جلسہ سالانہ پر ایک عہد جماعت سے لیا جس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے۔

ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا بلند رہے۔

لے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (دعوائے اخبار احمدیہ مئی ۱۹۹۲ء)

اللّٰهُمَّ آمین۔ اللّٰهُمَّ آمین مصطفیٰ پر تیرا یہ عہد ہو اہم اور رحمت اس سے یہ نور دیا بار خدایا ہم نے

— رفہ —

درخواست دعا ہے۔ طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان کے دس سمر کے امتحان غریب شروع ہونے والے ہیں۔ اسی طرح مدرسہ کے امتحان کے بعد قمر شمس اور درجہ نائن کے سالانہ امتحان نظارت تعلیم نے بھی لینا ہے۔ نیز مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل طلباء کا بیجا سبب پوچھو سنی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی شروع ہونے والا ہے احباب کرام سے جملہ طلباء کے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے عاجز درخواست دعا ہے (ادارہ)

سیرت سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

(احمدیت کے روشن مستقبل پر یقین محکم)

انوار۔ مکرم محمود مجیب انصاری صاحب مظفر گڑھ

بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

”وہ سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور خوشی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور آفتاب اپنے اپنے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھا تھا ہے (فتح اسلام)“
”وہ سب تمام لوگوں کو سن رکھو کہ یہ اس کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلانے کا اور محنت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادہ برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے حدود میں رہے گا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گا“ (تذکرۃ الشہداء زمین)

”وہ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلانے کا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ انجیل و نبیانی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھیلے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہو جائیں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خواہے نہ ہو خواہ طلب کر کے فرمایا کہ میں تجھے

برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

”سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔“ (تجلیات الہیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو احمدیت کے روشن مستقبل پر یقین محکم ہے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء کے دورہ مغرب کے دوران ایک صحافی کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا :-

”میں اسلام کے ساری دُنیائیں غالب آنے کے بارے میں پُر امید ہوں یہی پُر یقین ہوں اس لئے بھی کہ حالات اور زمانہ کی حرکت ہمارے حق میں ہے۔“ (دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ)

آپ نے اپنی خلافت کے آغاز پر ۲۵ سے ۳۰ سال کے اندر اندر دُنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے کی بشارت دی چنانچہ آپ ۱۹۶۵ء میں خلیفہ منتخب ہوئے اور اسی سال آپ نے یہ عظیم الشان پیش گوئی فرمائی ۲۵ سال کے عذاب سے یہ سن ۱۹۹۰ء بنتا ہے اور ۳۰ سال کے عذاب سے یہ سن ۱۹۹۵ء بنتا ہے۔ ایک اور موقع پر آپ نے ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیان عمر حصے کو بہت اہم قرار دیا اور فرمایا کہ ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ احمدیت کی ترقی کے آثار بہت نمایاں اور واضح ہو جائیں گے آپ نے بڑی وضاحت سے کمپوزم کے زوال کی پیش گوئی فرمائی اور آپ کی تحریروں سے دوس کا انقلاب ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیان وقوع پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان یقین نماک میں بطور خاص ترقی اور امریکہ کینیڈا میں وسعت پیدا

ہونے اور اسی طرح یورپی ممالک میں احمدیت کے شاندار مستقبل کی آپ نے خبریں دیں۔

آپ کو ان امور کے پورا ہونے کا ایک محکم یقین تھا اور آپ نے ان بشارات کو بڑی تحدی سے پیش فرمایا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان بشارات کے پورا ہونے کے لئے جماعت کو بڑی قربانیوں کے مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ان معین سالوں میں اہم وہ سب کچھ ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں جن کی آپ نے نشان دہی فرمائی تھی۔

۲۵۔ سالوں میں عظیم

روحانی انقلاب

انتخاب خلافت کے اگلے روز ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو فجر کا نماز کے بعد آپ نے ایک تقریر میں فرمایا :-

”آج دُنیا آپ کو بھی کمزور سمجھتی ہے اور مجھے بھی بہت ہی کمزور سمجھتی ہے لیکن ایک دن آئے گا کہ لوگ حیران ہوں گے اور وہ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کتنی بڑی طاقت ہے۔“ (الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۶۵ء)

ابتدائی دلوں کی ہی بات ہے آپ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء میں یہ عظیم الشان بشارت سنائی فرمائی :-

”میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دُنیا میں ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے جس میں نہیں کہ سکڑا وہ کون سی خوش قسمت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی وہ افریقہ میں ہوں گے یا جزائر میں یا دور سے علاقوں میں لیکن میں پورے دُشوق

اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دُنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرے گی۔ اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔“

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

اس امر کا اعلان آپ نے اپنے خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر بھی کیا اور فرمایا :-

”دُنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو نہیں روک سکتے۔“

(خطاب ۲۲ دسمبر ۱۹۶۵ء)

۱۹۷۰ء میں آپ نے افریقہ کا دورہ فرمایا اور سیرالیون میں ایک خطاب کے دوران فرمایا :-

”میں آپ کو پوری قوت سے یہ

بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبے کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دُنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی احمدیت فتح مند ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز

۲۵ سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ میں بوڑھوں اور جوانوں مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ کے دین کی خاطر آگے بڑھو اسلام کی فتح کا دن اُٹلے ہے اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبے کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شامل حال رہا تو نظارہ یہ ناممکن ممکن ہو کر رہے گا۔“

(الفضل ۹ دسمبر ۱۹۷۳ء)

سیرت میں اشاعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بعض مخصوص علاقوں کے بارے میں بھی بشاراتیں دیں۔ اس سلسلہ میں چند روایا اور کثوف کا بھی آپ نے بعض مواقع پر ذکر کیا۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء میں مسفر جرمنی کے دوران آپ نے فرینکفورٹ میں جرمن قوم کے متعلق اپنا ایک پرانا خواب سنایا کہ ایک جگہ ہے وہاں ہٹلر بھی موجود ہے۔ اور وہ حضور سے کہتا ہے کہ آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں چنانچہ وہ حضور کو ایک کمرہ دکھانے گیا جہاں مختلف

اشیاء بڑی ہی کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جس پر دل لکھا ہے اس پتھر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے حضور نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر من قوم اگرچہ اور سے پتھر دل لین دین سے بیگانہ نظر آتی ہے۔ مگر ان کے دلوں میں سے اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد دہم)

فجی کے بارہ میں ایشیائے

۱۶ مئی ۱۹۶۱ء کو فرمایا:۔
در چین در جزیرہ فجی کی جماعت کے لئے بہت پریشان تھا۔ بہت دعائیں کیں خواب میں دیکھا بہت جلی حروف میں لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اہام وہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

افریقہ میں ترقیات

۱۹۶۰ء میں افریقہ اور یورپ کا دورہ فرمایا اور افریقہ میں ترقیات کے بارہ میں فرمایا:۔
وہ اسلام ہر جگہ خصوصاً افریقہ میں بسرعت ترقی کر رہا ہے اور وہاں اسلام کی وسیع اشاعت کے امکانات پہلے سے زیادہ روشن اور اس کے غلبہ کے آثار دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں۔
راہنامہ خالد ربوہ مغربی افریقہ نمبر ستمبر ۱۹۶۰ء

چنانچہ آپ کے دور خلافت میں حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ نے وہ عظیم الشان رویا پورا کر دیا جس میں بتایا گیا تھا کہ مغربی افریقہ میں پانچ لاکھ تعلیم یافتہ عیسائی احمدیت کی آغوش میں آجائیں گے۔

ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ نے فرمایا:۔

گذشتہ پچاس سال کے دوران ہم افریقہ میں پانچ لاکھ عیسائیوں کو مسلمان بنائے ہیں۔
(دورہ مغرب، جلد اول، ص ۲۸۸)

اسپین میں احمیاء نو

۱۹۶۰ء کے دوران آپ نے اسپین کا سفر بھی اختیار فرمایا اور آپ کے سامنے اسپین میں احیاء نو کا نظارہ آیا آپ کی جو کیفیت تھی اس کا ایک

جملہ ۲۵ مئی ۱۹۶۱ء کو لندن سے میڈرڈ سفر کے دوران ظاہر ہوا اس وقت کے امام مسجد لندن نبیر احمد خان رفیق سابقہ تھے وہ بیان کرتے ہیں:۔

وہ ہوائی جہاز میں سفر دو گھنٹے میں طے ہوا جوں جوں میڈرڈ قریب آتا تھا حضور کی طبیعت میں ایک اضطراب کی سی کیفیت نظر آنے لگی۔ میڈرڈ کا ہوائی اڈہ نظروں کے سامنے آیا تو حضور نے پیچھے مڑ کر فرمایا:۔

وہ مجھے تو طاری کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز میں سناتا ہے۔ وہ یہی ہیں کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں؟

(الفضل ۵ مئی ۱۹۶۱ء)

چنانچہ اس کے دس سال بعد ۱۹۸۱ء میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں مسجد اشاعت پیدا کروا دیا (قرطیہ) کے سانان پیدا فرمائے اور ۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو آپ نے ابراہیمی دغاؤں کے ساتھ اس کا سنگ بنیاد رکھا اور اس سرزمین پر پہلا جمعہ پڑھایا۔

حضرت مصلح موعود کا ایک خط اشاعت رویا اور امریکہ اور روس کے بارہ میں اشاعت

حضرت خلیفۃ المسیح اولیٰ نے فرمایا:۔
۱۹۶۱ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا کسی بھی خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا دورہ امریکہ تھا آپ نے واشنگٹن میں حضرت مصلح موعود کا ایک رویا سنایا فرمایا:۔
وہ حضرت مصلح موعود ہی اللہ عندہ کا

ایک خواب ہے آپ نے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہ کر دنیا کو آیا ہوں اور اب وہیں جا رہا ہوں۔
خلیفہ مامور من اللہ کا بوالشعین اور قائم مقام تو تائبہ خندہ ہے

ماہ احمدیہ میں سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجھے امریکہ کا دورہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس خواہش کی بناء پر ہم آمسید رکھتے ہیں کہ آئندہ پانچ سال کے دوران امریکہ میں اسلام کے حق میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوں گی اور پھر روس میں انقلابی تبدیلیوں کا آغاز ہوگا اور اللہ

وہاں بھی اسلام کے غالب آنے کے سانان پیدا ہوں گے۔
(راہنامہ خالد ربوہ - دورہ امریکہ نمبر دسمبر ۱۹۶۱ء و جنوری ۱۹۶۲ء)
آپ نے ۱۲ اگست ۱۹۶۱ء کو جماعت ہائے امریکہ کی طرف سے دی گئی الوداعی دعوت میں واشنگٹن میں روسی سفارت خانہ کے کچلر اتاشی مسٹر محمد عثمانوف کو روس میں غلبہ اسلام کی پیشگوئیوں سے بھی آگاہ فرمایا۔ (راہنامہ الفضل جلد سالانہ نمبر ۱۹۶۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی نفروں نے یہ نظارہ دیکھا:۔
وہیں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کے ذروں کا مانند دیکھتا ہوں؟
(تذکرہ طبع سوم ص ۸۱۳)

امریکہ اور کینیڈا کے بارہ

عظیم الشان اشاعت
۱۹۸۰ء میں آپ نے امریکہ اور کینیڈا کا دورہ فرمایا اور کینیڈا میں فرمایا:۔
وہ آج سے ایک سو سال کے اندر اندر عالم انسانیت کی بہت بڑی تعداد اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ اور جنت کی طرح زندگی گزارے گی۔
..... میں اس وقت یہاں نہیں آؤں گا اور ممکن ہے کہ آپ بھی نہ آوں لیکن آپ کے بچے لازمی طور پر یہ دیکھیں گے۔
(راہنامہ خالد ربوہ نومبر دسمبر ۱۹۶۸ء)

یورپ میں احمدیت کا فروغ

دورہ یورپ ۱۹۸۰ء کے دوران فرمایا:۔
وہ ہم اپنی جدوجہد کے موجودہ مرحلہ میں تعداد کو چندوں اہمیت نہیں دیتے مسیح علیہ السلام نے زندگی بھر میں جتنے عیسائی بنائے تھے اس سے زیادہ ہم وہاں احمدی بنا چکے ہیں۔ ابتدائی مراحل میں تعداد کو نہیں بلکہ رفتہ رفتہ رفتہ ہونے والی ذہنی تبدیلی کو اہمیت حاصل ہوتی ہے بالآخر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ لوگ ہر طرف سے مایوس ہو کر دفعتاً مدد خداوند کو قبول کرنا شروع کر دیتے ہیں اور حق غالب آجاتا ہے اس وقت ہل یورپ اپنے مادنی نظریات میں مگن ہیں لیکن وہ

ان نظریات کے پیچھے پڑ کر اپنے لئے مسائل کا انبار لگا رہے ہیں۔
اور ان مسائل کا حل ان کے پاس نہیں ہے آخر جب وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے اور انہیں اپنے ہر آن ٹھٹھنے والے مسائل کا کوئی حل نظر نہیں آئے گا تو انہیں اسلام کی طرف آنا پڑے گا اور جب اسلام ان کے مسائل حل کر دکھائے گا تو ان کے لئے اسلام کو قبول کرنے کی کوئی چارہ نہیں رہے گا۔
یہ وہ وقت ہوگا جب وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے۔
..... حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آج سے ۹۰ سال پہلے لکھتے تھے وہ لکھا انسان ۹۰ سال میں ایک کروڑ بن چکا ہے اگر آئندہ ۹۰ سال میں ان ایک کروڑ احمدیوں میں سے ہر احمدی ایک کروڑ بن جائے تو کیا آئندہ ایک صدی میں دنیا کی ساری آبادی احمدی نہیں ہو جائے گی اور اسلام ساری دنیا میں غالب نہیں آئے گا۔
بہر حال اسلام آگے بڑھ رہا ہے۔ یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا اور انشاء اللہ پورے کرہ ارض پر چھا جائے گا۔
(دورہ مغرب، جلد دوم ص ۲۲۹-۲۳۰)

پندرہویں صدی ہجری میں اشتر اکیت کا خاتمہ اور امت واحدہ کا قیام

چودھویں صدی اور پندرہویں صدی ہجری کے سنگم پر آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:۔

وہ پندرہویں صدی ہجری میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی۔
روحانی آنکھ دیکھ رہی ہے کہ اسلام کا دشمن بُت پرست شرک کو جھوٹ دے گا اور خود پجاری کے ہاتھ سے بتوں کو توڑ دیا جائے گا اور وہ کروڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمت بھری ہوئی ہے وہ شرک سے خالی ہو کر خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھر جائیں گے۔

پندرہویں صدی میں وہ قرین نور ہو جائیں گے کہ وہ نعوذ باللہ زمین سے خدا کا نام اور آسمانوں سے اس کا وجود منادیں گے ان کی اس ذہنیت کو مٹا دیا جائے گا اور اگر وہ اپنے ہا ہاتھ سے

پیدا کردہ موت کے سامانوں کے ذریعہ سے آگ سے نہ جل گئے تو انہیں اسلام کے خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا.....
میں درمیان میں ساری دنیا اُمت واحدہ بن جائے گی اور ایک خدا ہوگا اور ایک رسول ہوں گے اور ایک شریعت ہوگی اور ایک قرآن ہوگا اور ہر نسل اپنے مسائل کا حل قرآن سے ڈھونڈے گی۔

(انفصل ۲، نومبر ۱۹۸۰ء)
دُنیا میں جس ترقیب سے انقلاب برپا ہوں گے اور کمیونزم کا خاتمہ ہوگا اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:-
”دُنیا میں ایک فساد برپا ہے نوع انسانی کے لئے دعائیں کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے بلکہ اس کا یہ فرض ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے جماعت کی دیوٹی لگائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا میں دُنیا کی فلاح و بہبود کے لئے اور اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا اور دوسرا بن نوع انسان کے حقوق کو ادا کرنا۔ ظاہر ہے نوع انسانی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خدا کے منکر اور اُس کو گالیاں دینے والے اور اُس کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے علی الاعلان کہا کہ وہ زمین سے خدا کے نام کو اور آسمانوں سے اُس کے جب کو مٹا دیں گے۔ خدا نے اس میں کہا تم اُن کے لئے دعائیں کرو اُنہیں تم ان کے ہدایت کے لئے بھی دعائیں کرتے ہو کیونکہ وہ لوگ خدا کے حقیقی پیارے محمد ہیں دُنیا کی یہ عارضی ترقیات تو کوئی معنی نہیں رکھتیں انسان نے پہلی دفعہ توبہ ترقی نہیں کی۔ (صطلاحاً بڑے بڑے فراعنہ دُنیا میں پیدا ہوئے اور ان میں سے ایک وہ بھی تھا جس کا نام بھی فرعون تھا جس کی قوم بڑی شاندار اور مہذب کہلاتی تھی

دُنیا میں اُس نے بڑا رعب قائم کیا مگر کہاں گئے وہ لوگ؟ اور کہاں گئیں سرمایہ دارانہ حکومتیں؟ ایک وقت میں سرمایہ دار دُنیا میں چھائے ہوئے تھے اور وہ بہت جیتے تھے کہ انسان کے اوپر سب سے سرمایہ دار کی اور کوئی چیز حکومت نہیں کر سکتی وہ پیچھے چلے گئے۔

دوسرے نمبر پر کمیونزم آگیا یہ بھی پیچھے چلا جائے گا صدیوں کی بات نہیں۔ دوست میری بات یاد رکھیں یہ صدیوں کی بات نہیں درجنوں سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا۔ اور پھر دوسری طاقتیں آجائیں گی اور ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی پھر خدا اور اس کا نام لینے والی جماعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی جماعت اور اسلام کا جعنا دُنیا کے گھر گھر میں گانے والی جماعت آگے آئے گی اور پھر اس دُنیا میں آخری جنت سے ملتی جلتی ایک جنت پیدا ہوگی اور ہر انسان کی خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے اور زمینیاں دور کر دی جائیں گی اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا انسان اپنی زندگی کی شاہراہ پر خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے آگے ہوں گے برفنا چلا جائے گا اور خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے گا اور اس طرح وہ اپنی زندگی کے آخر میں اپنی منزل اپنے مقدر یعنی خاتمہ بالخیر تک پہنچ جائے گا یہ عملاً تسلسلاً لنتی رونما ہوگا اور پھر قیامت آجائے گی۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ رولہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۷ء بحوالہ جلد ۱۱، ص ۱۱۱)
مخالفت کی شدت میں بغیر معمولی اور دائمی ترقی یافتہ

لئے (جو ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو شروع ہوئی تھی) صد سالہ احمدیہ جو بی منصوصہ کا اعلان فرمایا جس کے نتیجے میں مخالفت کا ایک زبردست ریلہ آیا اور ۱۹۷۷ء میں جماعت کو ایک بار پھر امتداد کے دور میں سے گذرنا پڑا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الفاظ میں نصرت دی وَبَشِّرْ مَكَانَكَ اِنَّا كَفَيْتُكَ الْمُسْتَشْفِزِينَ لَعْنِ قَوْمٍ وَصَحْتِ مَنْصُوبَ بَنَائِهِمْ اَسْتَهْزِءُ كَرْنِ وَالْوَلَا كَلِّ لِي خُودَ كَافِي اِيْلَی

ایک موقع پر فرمایا:-
”میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ اُس وقت جب کہ کس ایک آدمی نے بھی میری بیعت نہیں کی تھی البتہ میرے چند دوست تھے اُس وقت مولوی محمد حسین صاحب دہلوی نے دو سو چوٹی کے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا کر کفر کا فتویٰ دیا اور آپ کو واجب القتل ٹھہرایا اور لکھا کہ جو آپ کو قتل کرے گا وہ ثواب کمائے گا اس فتویٰ نے ہندوستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا اُس وقت اُن کفر کے فتوؤں نے کوئی نقصان نہیں پہنچا یا تو اب کیا پہنچا میں گئے ہم تو کفر کے فتوؤں کی بوجھاڑ میں کہیں سے ہیں پہنچ گئے ساری دُنیا میں اب احمدیت پھیل گئی یہ حماقت ہی ہے کہ کوئی سمجھے کہ پاکستان میں احمدیوں کو قتل کر کے لوگ احمدیت کو مٹا سکتے ہیں..... اللہ تعالیٰ نے جماعت کو نہایت بڑے وعدے دیئے ہیں جنہیں ہم پوری دُنیا میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں انگریزوں نے ایک وقت میں یہ کہا تھا کہ ان کی وسیع و عریض برکٹس کا من و دلیتہ پر سورج غروب نہیں ہوتا وہ زمانہ ختم ہو گیا اب برکٹس کا من و دلیتہ پر تو سورج غروب ہوتا ہے لیکن جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا لیکن خانی بہ چیز نہیں ایک اور چیز ہے

جس کا انگریز دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن جس کا جماعت احمدیہ دعویٰ کر سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو جماعت کو پہلے سے زیادہ کثیر اور پہلے سے زیادہ مشرط و یکمقا ہے۔ (احمدی ڈاکٹروں سے بصیرت افروز خطاب)

اس سلسلہ میں آپ نے ایک اور موقع پر فرمایا:-
”در اس زمانہ میں ایک عظیم ترین واقعہ رونما ہو چکا ہے اور تم اس کے عین شاہد ہو رہے ہو یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آچکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں آپ کا ایک روحانی فرزند مبعوث ہوگا۔ اور اس کے زمانہ میں اسلام ساری دُنیا میں غالب آئے گا سو آپ کا وہ روحانی فرزند وہ موعود مہدی آگیا ساری دُنیا نے متعجب ہو کر اس کی مخالفت کی لیکن وہ اُس کے مقصد میں کامیاب ہونے سے نہ روک سکی وہ جو اکیلا تھا ایک صدی کے اندر اندر ایک کروڑ بن گیا اور ساری دُنیا میں اس کو ماننے اور اس پر ایمان لانے والے پیدا ہو گئے خدا تعالیٰ نے دُنیا پر آشکار کر دکھایا ہے کہ وہ اپنی اس جماعت یعنی جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور غلبہ اسلام کے کام میں وہ اس کی مدد کر رہا ہے اور اب میں خدا تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ کو بتاتا ہوں کہ اگلی صدی جو عنقریب شروع ہونے والی ہے غلبہ اسلام کی صدی ہوگی اس میں اسلام ساری دُنیا میں غالب آجائے گا۔ انشاء اللہ العزیز و جلالہ الترقیق۔ (دورہ مغرب ۱۴۰۲ھ، ص ۵۲۳)

مشکلات کا دور اور حضرت خلیفۃ ثالث کا وصال
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ج نے اپنی خلافت کے آخری جلسہ سالانہ رولہ کے موقع پر ۲۶ دسمبر ۱۹۸۱ء کے خطاب کے دوران فرمایا:-
”میں نے اگلے نو سال جو ہیں ہماری زندگی

کے وہ بڑے اہم ہیں مشکل بھی ہیں ایک معنی میں لیکن اتنی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں کہ اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا اس واسطے ہر چیز معمول کر..... ایک زندگی گزارو اور وہ بنے دین اسلام کو غالب کرنے کی جو ہم ہے اُسے کامیاب کرنا..... ایک فرد نہیں سارا خاندان اور خاندانوں کا مجموعہ ای جماعتیں اور قومیں بنا کرتی ہیں ایک ہو کر انتہائی کوشش کرے..... ایک جہت ہماری مقرر ہے خدا تعالیٰ کے عشق میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دیوانہ اور ایک مقصد سامنے ہے کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے (بذریعہ کیسٹ)

خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ۱۹۸۱ء کے ۹ سال بعد ۱۹۹۰ء کا سن بنتا ہے اور اس عرصہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؑ کا چند یوم کی بیماری کے ساتھ ہی ۸ راور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو بچ نے ایک بجے کے قریب اسلام آباد (پاکستان) میں وصال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ساتھ ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو خلافت رابع کا آغاز ہوا۔

عظیم روحانی تجلیات

چنانچہ احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق خلافت رابع میں ہوا۔ اس سے تھوڑا عرصہ قبل ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق کے نام نہاد صدارتی آرڈی نٹس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؑ آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اضطراری حالات میں پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ ادھر پاکستان میں مقدمات اور احمدیوں کے قتل و غارت کا ایک خوفناک باب شروع ہوا۔ ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء میں دوسری صدی کا انہی حالات میں آغاز ہوا۔ ۱۹۹۰ء تک ایک طرف جماعت کو مشکلات کا سامنا رہا۔ اور دوسری طرف یہ دور بڑی اہم ثابت ہوا اور ہم نے اس دور کو الہی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے پایا جیسا کہ حضرت خلیفۃ ثالثؑ نے فرمایا تھا۔ آپ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا تھا۔

۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے۔ (الفضل ربوہ ۸ اگست ۱۹۸۳ء) خدا کی عجیب شان ہے کہ اس پانچ سالہ دور کے آغاز پر ہی ایک طرف سو سالہ جلسہ لانہ کے موقع پر ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؑ قادیان تشریف لے گئے اور دوسری طرف S.S.R لاکھ حکومت ٹوٹ گئی اور کمیونزم زوال پذیر ہونا شروع ہوا۔ خلیفۃ المسیحؑ کا خطاب کے ذریعے مع تصویر ساری دنیا میں محمد Tele Cam کے ذریعے آغاز ہوا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے بے شمار وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم خود دیکھ رہے ہیں سوز بانوں میں قرآن کریم کے تراجم تقریباً سوا سو ممالک میں احمدیت کا پھیلاؤ آسٹریلیا، امریکہ، یورپ، افریقہ، ایشیا کے بڑے اعلیٰ میں مساجد کی تعمیر جماعت کے مالی نظام میں غیر معمولی وسعت اور سٹلاٹ کے ذریعے خلیفۃ المسیحؑ کا ساری دنیا سے رابطہ روس میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے راہ ہموار ہونا وغیرہ ایسے امور ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔

اکتوبر ۱۹۹۲ء میں کینیڈا کی عظیم الشان مسجد کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؑ آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاندار افتتاح فرمایا اور مہرکۃ اللہ لو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ دنیا کے پانچوں براعظموں میں جمعہ جمعہ ہوا جس میں آپ نے وعید یہ مژدہ بھی سنایا کہ: "اب وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ اب وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہلے سے دسیوں گنا تیزی کے ساتھ اور میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن آرہے ہیں کہ جماعت احمدیہ سیکڑوں گنا زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھے کر پچھلے دہائی اور دنیا کو فتح کرنے والی دنیا کے قلوب کو فتح کرنے والی ہے۔ یہ صدی ایک غیر معمولی صدی ہے ابھی تو آغاز ہوا ہے آگے

آگے دیکھئے تو تباہ کیا ہے یہ تو ابھی چند سالوں کی بات ہے تصورات کریں اس صدی کے اختتام تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوانے اسلام کو کہاں کہاں تک پہنچا کر نہیں چھوڑیں گے پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ دعاؤں اور کوششوں اور دن بدن بڑھتی ہوئی قربانیوں کے ساتھ اس نیک کام کو آگے بڑھاتی چلی جائے گی اور وہ جہاد جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دنیا کے غلبے کا مقدّر کیا جا چکا ہے ہمیں ادنیٰ غلاموں کو یہ توفیق ملے گا کہ

جہاد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں تھا جس نے اقبال نے تمام جہانوں کے رسول اے سید ولد آدم! اے تمام انبیاء کے سردار! یہ تیرا جہاد ہے تیرے اپنی غلاموں کو تیری دعاؤں کی برکت سے یہ توفیق ملی ہے اس جہاد کو آج سارے عالم میں گار دیں۔ پس تو اور تیرا نام ہمیشہ بلند رہے اُمید آنے والی نسلیں ہمیشہ ہر ملک ہر براعظم کے ہر قریب قریب سے تیرے سلام اور درود بھیجتی رہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ٹورانٹو کینیڈا ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ہماچل پردیش کے چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ

خاکسار دقت طاری میں کچھ آیام کے لئے مشعل گیا جہاں ساتھ کے قریب ناصر آباد کشمیر کے احمدی اصحاب رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شملہ کے چند احمدی نوجوانوں کے تعاون سے چیف منسٹر صاحب ہماچل پردیش سے ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ جسے موصوف نے نہایت احترام سے قبول فرمایا۔ اس کے علاوہ شملہ کے میئر صاحب میونسپل کمشنر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب ایس ایس پی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب ریڈیو سے ان کے آفیس میں ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ دیا۔ جس کو انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔

اسی طرح آکاشوائی شملہ کے اسٹوڈیو میں مذہبی رواداری کے عنوان پر تقریر دیکارڈ کرانے کا بھی موقع ملا۔ علاوہ ازیں لیبر یوسٹل شملہ میں تبلیغی گفتگو کا موقع ملا۔ شملہ میں بہت سے افراد تک وہاں کے مقامی احمدیوں کے ذریعہ جماعتی لٹریچر جماعت کا پیغام پہنچانے کا سعادت ملی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی کو قبول فرمائے۔

دُعائے مغفرت

افسوس کے ساتھ تحریر کیا جا رہا ہے کہ قمر سید غلام ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کینڈرہ پاڑہ آئرلینڈ کو اچانک دل کا دورہ پڑنے پر مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء بروز اتوار بعد نماز ظہر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۸۳ سال کے قریب تھی۔ آخر دم تک مدر جماعت کی حیثیت سے کام انجام دیتے رہے۔ سیدنا حضور آیدہ اللہ تعالیٰ سے ۱۹۹۱ء کے جلسہ لانہ قادیان کے موقع پر تارخ احمدیت سونگڑہ کے نقل میں تفصیلی ملاقات بھی فرمائی تھی۔ جماعتی تربیت نظام سلسلہ سے والہانہ لگاؤ تیز خلیفہ وقت سے ہے انتہائی محبت و شفقت و کثرت سے مرحوم اپنے سچے دوستوں کو اور ان کی کھوپڑیوں کو بے بغض قادیان آبادی شدہ اور خوشحال ہیں۔ قادیان میں مدینہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ شہر لہما کان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (سید شاہد احمد نمائندہ مبدل)

از: مکرم سید رشید احمد صاحب سونگھو دی حدیقت محمد احمد ریحتمید یور (ابا)

(۴) تسبیح کے دانے بھرنے والے
اس طرح بھی ہوتے ہیں۔

فجے خوب یاد ہے کہ متلکہ پر مبتلا
 چلتا تھا۔ اُنہیں باغبانی کا شوق
 تھا۔ اس لئے اُنہوں نے ایک باغیچہ
 لگایا ہوا تھا جس میں وہ سارا دن
 کام کرتے رہتے تھے۔... درختوں
 سے اُنہیں عشق تھا۔ اس لئے پہلی
 کسی نے کسی درخت کو چومنا تو اُنہیں
 غصہ آیا اور وہ اُس کے پیچھے بھاگ
 پڑتے۔ بچے شرارتیں کرتے ہیں، ہم
 تو بہت احتیاط کرتے تھے نیز کہ وہ
 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے بہت مخالف تھے لیکن
 دوسرے بچے اُنہیں بہت حقیر کرتے
 تھے مثلاً کوئی بیدانہ کا درخت ہے
 تو بچوں نے پتھر مارنا اور اس طرح
 بیدانہ اُتار کر کھانا ماحوں غیر علی
 صاحب نے جب بچوں کو پتھر مارتے
 دیکھنا تو اُن کے پیچھے بھاگنا اور کھانا
 دینا۔ سورہ بدر ملاحظہ۔ لیکن مسیح
 کے ملکہ برابر چلتے جاتے تھے۔ اُن
 اس وقت بھی خیران ہوتے تھے کہ
 اُنہوں نے مسیح پر سو دفعہ خدا تعالیٰ
 کا نام لیا تھا لیکن ان میں سے کبھی

”مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ بعض دفعہ ہم تسبیح کہتے ہیں تو ایک دفعہ کی تسبیح پر ہمیں خدا تعالیٰ کا اس قدر قرب حاصل ہو جاتا ہے دوسرا انسان ہزاروں ہزاروں سی تسبیح کر کے بھی اس سے اتنا غافلہ نہیں اٹھا سکتا میں اس مجلس میں نہیں تھا کسی ہمارے ہم عمر نے یہ بات سن لی وہ مجھے ملے تو انہوں نے تعجب سے کہا پتہ نہیں اس میں کیا راز ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معلوم نہیں کس تسبیح کا ذکر کیا ہے۔ اس نے مجھ سے ذکر کیا تو یہ بات فوراً میرے ذہن میں آگئی کہ ایک تسبیح دل سے نکلتی ہے اور ایک زبان سے نکلتی ہے۔ جب دل سے نکلتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہے۔ اور جو تسبیح زبان سے نکلتی ہے وہ خواہ کوئی انسان ہزاروں دفعہ دہرائے وہ وہیں کا رہیں بیٹھا رہتا ہے۔ وہ کہنے والا صاحب تجربہ نہیں تھا مگر میں اس عمر میں بھی صاحب تجربہ تھا۔ حالانکہ میری عمر اسی وقت ۱۴-۱۵ سال کی تھی میں نے جب اس سے یہ بات سنی تو میں نے کہا ایسا ہوتا ہے۔ وہ کھنکھاکے کہیں گے۔ میں نے کہا کہ دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ میں نے اپنی زبان سے ایک دفعہ بھی سبحان اللہ کہا تو مجھ پر معلوم ہوا کہ جیسے میری روحانیت اُڑ کر کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے وہ یہ سننے ہی نہایت حقیر ہے کہنے لگا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس نے کبھی سنجیدہ طور سے سبحان اللہ کے مضمون پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ اسے سارا دن سبحان اللہ کہہ کر کچھ نہیں ملتا تھا مگر میں اسے

گئے۔
(تفسیر کبیر جلد دہم ص ۵۷)
(۲) حضرت اقدس مسیح موعودؑ
کی ایک تنہائی
قبولیت دُعا کے طریق بیان کرتے
ہوئے حضرت مصلح موعودؑ نے
فرمایا :-
میں نے حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کو دیکھا ہے آپ جنگل
میں تنہا چلے جایا کرتے تھے
بات کا علم اکثر لوگوں کو نہیں
ہے۔ مگر آپ اس راستہ سے جو
میاں بشیر احمد کے مکان کے پاس سے
گزرتا ہے۔ دس بجے کے قریب یہ کو
جانے کے علاوہ اکیلے بھی جایا کرتے
تھے۔ ایک دن جو آپ جانے لگے
تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا
تھوڑی دور چلے تو واپس لوٹ
آئے اور مسکرا کر فرمانے لگے۔ پہلے
جانا چاہتے ہو تو ہو آؤ میں بعد میں
جاؤں گا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ
آپ اکیلے جانا چاہتے تھے میرے
واپس آگیا۔

غرضیکہ پتیلہ جگہ اور خاموش
وقت میں خاص توجہ سے دعا کی
جاسکتی ہے کیونکہ توجہ کے لئے کوئی
بیرونی ردک نہیں ہوتی اس لئے
طبیعت کا زور ایک ہی طرف لگتا
ہے۔۔۔ جب تمام زور ایک طرف
لگتا ہے تو پیشہ راستہ کی سر
ایک روک کو بہا کر دے جاتا ہے
(خطبات محمود جلد پنجم ص ۱۹۶ نمونہ
خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء
مطبوعہ الفضل ۸ اگست ۱۹۶۷ء)

(۳) حضرت مسیح موعودؑ کا تسبیح پڑھنا

سلطان البیان حضرت مصلح موعود
رضی اللہ عنہ نے اپنے خداداد غلیظ ہکار ناموں
میں کئی جگہ بہت ہی دلچسپ اور سبق آموز
واقعات بیان فرمائے ہیں۔ فی الوقت
ان ہی میں سے سفید پیش خط مت ہیں۔

(۱) کسوف و خسوف کا نشان اور
 ایک مُعاندہ احمدییت

سورۃ الفیل کی تفسیر کے دوران فرماتے ہیں کہ -
ہمارا جماعت کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مخالف مولوی غالباً گجرات کا رہنے والا تھا۔ ہمیشہ لوگوں سے کہتا رہتا تھا کہ مرزا صاحب کے دعویٰ میں سے بالکل دھوکہ نہ کھانا۔ حدیثوں میں جو احادیث تھیں کہ مہدیؑ کی علامت یہ ہے کہ اُس کے زمانہ میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگے گا۔ جب تک یہ پیش گوئی پوری نہ ہو اور سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن نہ لگے اُن کے دعویٰ کو ہرگز سچا نہیں سمجھا جاسکتا۔ اتفاقاً کابلات ہے وہ ابھی زندہ تھا تھا کہ سورج اور چاند کے گرہن کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اُس کے ہمسائے میں ایک آدمی رہتا تھا اُس نے سنایا کہ جب سورج کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعویٰ کے چند سال بعد ۱۸۹۷ء کو ناقابلِ گراہن لگا تو اُس نے گیمبرلٹ پر اپنے بھائی کی حیثیت پر چڑھ کر کہا کہ تمہارا بیٹہ فوت کر دیا۔ وہ کہتا جاتا تھا کہ تمہارا بیٹا جاتا تھا کہ وہ لوگ گمراہ ہوں گے یہ وہ ہیں لوگ گمراہ ہوں گے۔ لیکن اب لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ اُس نے یہ نہ سمجھا کہ جب یہ پیش گوئی پوری ہو گئی ہے تو لوگ حضرت مرزا صاحب کو مان کر پا رہے ہیں

دفعہ انہوں نے سور اور بل مع اس کہہ دیا ہے۔
تعلیم الاعمال والحقائد پر خطبات ۱۵۸
صفحہ ۱۰۹ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۱ء

(۵) روٹی کھانے کا انداز

حضرت مصلح موعودؑ نے سورۃ الشعراء کی تفسیر کے دوران حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارہ میں بیان فرمایا کہ ۱۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہم نے دیکھا ہے آپ کا یہ طریق تھا کہ جب آپ روٹی کھاتے تو روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر اپنے منہ میں ڈال لیتے اور اس وقت تک طرح چباتے رہتے۔ آپ کی عادت بڑا لقمہ لینے کی نہیں تھی بلکہ آپ ہمیشہ چھوٹا لقمہ لیتے اور جہاں اس سے پہلے لقمہ کو دیر تک چباتے رہتے وہاں روٹی کا ایک اور ٹکڑا لے کر اپنے ہاتھ میں لٹٹے چلے جاتے اور ساتھ ہی سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جاتے کچھ دیر کے بعد اس میں سے کوئی ٹکڑا مائلین لٹکا کر منہ میں ڈال لیتے اور روٹی کے باقی ٹکڑے دسترخوان پر پڑے رہتے۔ دیکھنے والے بعض دفعہ کہا کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام روٹی کے ٹکڑے لٹکے ہیں، سے حوالی اور حرام نہ تھے ہانگ ٹھک کرتے ہیں اور چونکہ روٹی کے بہت سے ٹکڑے آپ کے دسترخوان پر جمع ہو جاتے تھے اس لئے جب آپ کھاتے تھے فارغ ہو جاتے تو لوگ تبرک کے طور پر ان ٹکڑوں کو آپس میں تقسیم کرتے تھے۔
(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۱۹)

(۶) گستاخی کی سزا

حضرت مصلح موعودؑ نے سورۃ الشعراء کی ہی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۔ دو ہم ایک دفعہ لکھنو گئے وہاں ایک سرحدی مولوی عبدالکریم تھا جو ہمارے جامعہ کا سموت نمائند تھا اس نے ہمارے آنے کے بعد ایک تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک واقعہ کو اس نے نہایت تحقیر کے طور پر بیان کیا۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلی گئے وہاں ہمارے ایک رشتہ دار کے ہاں صرزا

حیرت دہلوی تھے انہیں ایک دن شترارت سوچیں اور وہ جلی انیکر پولیس بن کر آ گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈرانے کے لئے کہنے لگے کہ میں انسپکٹر پولیس ہوں اور مجھے حکومت کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو نوٹس دوں کہ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں ورنہ آپ کو سمیت نقصان ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس کی طرف توجہ نہ کی مگر جب بعض دوستوں نے تحقیق کرنی چاہی کہ یہ کون شخص ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔

اس واقعہ کو مولوی عبدالکریم سرحدی نے اس رنگ میں بیان کیا کہ دیکھو وہ خدا کا نبی بنا پھر تا ہے مگر وہ دلی گیا تو مرزا حیرت انسپکٹر پولیس بن کر اس کے پاس چلا گیا۔ وہ کوٹھے پر بیٹھا ہوا تھا حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ تھی حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نیسے دالان میں بیٹھے ہوئے تھے جب اس نے سنا کہ انسپکٹر پولیس آیا ہے تو وہ ایسا گھبراہٹ میں سے اترتے وقت اس کا پیر بھلا اور وہ منہ کے بل زمین پر آگرا۔ لوگوں نے یہ تقریر سن کر بڑے قہقہے لگائے اور ہنسنے لگے۔ لیکن اسی رات مولوی عبدالکریم کو خدا تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ وہ اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ رات کو وہ کس کام کے لئے اٹھا اور چونکہ اس چھت کی کوئی سنڈیر نہیں تھی اور نیند سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس کا ایک پاؤں چھت سے باہر جا پڑا اور وہ دھڑام سے نیچے آگرا اور گرتے ہی مر گیا۔
(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۱۹ خطبہ محمود جلد سوئم صفحہ ۲)

(۷) جنت یا چکھ

۱۹۱۲ء میں مولانا شبلی مرحوم کے پاس (لکھنؤ میں) حضرت مصلح موعودؑ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ کے قیام کے دوران ایک جلسہ ہوا اور مولوی عبدالکریم ندوی صاحب کی تقریر

خاز پر شروع ہوئی چنانچہ اس کے بعد واقعہ یوں ہوا۔ حضرت مصلح موعودؑ انہی کے الفاظ میں کہ:۔
”انہوں نے ایک دو فقرے اس امر کے متعلق کہنے کہ لوگوں کو نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ نماز کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نماز پڑھنے سے جنت ملتی ہے۔ اس کے بعد وہ نماز تو بھول گئے اور انہوں نے یہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ جنت جو نماز کے بدلہ میں ملتی ہے کیا چیز ہے اور جنت کا جو نقشہ انہوں نے کھینچا وہ ایسا خطرناک تھا کہ میں سمجھتا ہوں چکھ میں بیٹھنے اور اس جنت میں بیٹھنے میں کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں عورتوں کی اس طرح

تصویریں لگی ہوئی ہوں گی اور جن لہجوں کو انسان پسند کرے گا وہ اسی وقت عورت بن جائیگی اور وہ اس سے خلوت شروع کرے گا۔ پھر یوں کرے گا۔ اس میں اتنی طاقتیں ہوں گی اور خفاں فعل جو بیس چوبیس گھنٹہ تک کرتا چلا جائیگا۔ مجھے یاد ہے میرے ساتھ کچھ میرسٹریٹس ہوئے تھے وہ یہ تقریر سن کر سمجھنے لگے خدا کا بڑا فضل ہے کہ یہ لیکچرار اس کو ہوا۔ اگر دن کو ہوتا اور غیر مسلم بھی اس میں آئے ہوتے تو ہم شرمندگی سے ان کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔“
(تفسیر کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۸ زیر تفسیر سورۃ الماعون)
الحمد لله رب العالمین

اعلان نکاح

خاکسار کا نکاح مورخہ ۱۵/۵ کو بہرہ مرہ قیصرہ بیگم صاحبہ بنت محرم مولوی محسن خان صاحب مرحوم آف کیرنگ لہور ۱۹۵۲ء روپے کرم مولوی عابد آفتاب احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کیرنگ میں پڑھا۔ اجارہ کرام سے رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مشربہ ثمرات حسد ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(اعانت بادر ۵۵ روپے)
رخا کمار۔ میاں احمد خادم سلسلہ ابن محرم سلطان احمد صاحب آف خانپور ملکی

وصایا

وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہشتی مقبرہ کو مطلع کریں۔ (سیکرٹری ہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۔ ۱۹۹۶ء۔ میں ایم ابو بکر ولد کرم ایم آئی علی صاحب قوم احمدی پیشہ مبلغ سلسلہ محمدیہ عمر ۲۲ سال پیر انشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائم ہوش و خواص بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۵/۹۶

ترتب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں میری متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے لئے حصہ کی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں مالک میرا نہیں احمدیہ قادیان بھارت ہوگا۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں اس وقت خاکسار میرا احمدیہ قادیان کا ملازم ہے جس سے مبلغ ۸۰۰ روپے تنخواہ ماہوار ملتی ہے۔ میں نازیت اپنی ماہوار آمد کا جو کچھ ہوگی اسے حصہ کو داخل خزانہ میرا نہیں احمدیہ قادیان بھارت ادا کرتا ہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اٹھاس فیصد میرا ہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔
میرا ہستی خداوند

گواہ شد
الحب
امام ابو بکر
عزادیان
عزادیان
عزادیان
عزادیان

برکاتِ خلافت

اک نعمتِ عظمیٰ ہے یہ انعامِ خلافت
خوش بخت ہیں وہ لوگ ملے جن کو یہ نعمت

ماضی میں جو اسلام کو حاصل ہوئی شوکت

وہ عظمت و سطوت تھی خلافت کی بدولت

جب بھول گئے نعمتِ عظمیٰ کو مسلمان

جاتی رہی پھر ہاتھ سے قوموں کی سیادت

گرنے لگے ادبار کے شعلوں میں مسلمان

ہر قدم پر پھر ملنے لگی اُن کو ذلالت

صد شکر کہ پھر مہدی دوران کی بدولت

مولیٰ نے ہمیں کی ہے عطا پھر سے خلافت

چلنے لگی توحید کی پھر ٹھنڈی ہوائیں

بہدا ہوئی ہر قوم میں توحید کی الفت

ہر ملک ہوا نورِ خلافت سے منور

تشلیٹ کے ایوانوں کی ہلنے لگی چوکھٹ

اب حضرت طاہر جو خلیفہ ہیں ہمارے

ہر لمحہ ہمیں اُن کی میسر ہے قیادت

عاشق ہیں وہ مولیٰ کے محمد پہ نوا ہیں

قرآن کے معارف کی وہ پھیلاتے ہیں برکت

سایہ رہے مومن پہ خلافت کا ہمیشہ

دُنیا میں سدا چلتی رہے اب شمعِ خلافت

○ خواجہ عبدالمومن اولو (ناروے)

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

کے مظہر و مترجم بنجاء اور خادم اسلام بن کر اعلیٰ کلمۃ الحق کے لئے لفظِ اسلام کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ (ماخوذ اہل حدیث امرتسر ۱۹۴۶ء)

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلیفہ بنانا مسلمانوں کے بس کی بات ہے یا یہ خدائی اختیار ہے۔

حسب ارشاد خداوندی خلیفہ تو خدا نے بنانا ہے۔ اور جس کو خدا بنائے گا وہی واجبِ اطاعت بھی ہوگا۔ آپ جسے بنائیں گے اول تو اُسے آسمانی برکت نہیں ملے گی۔ اور اگر فرض کر لیں کہ چند لوگ

ہوں کہ ایک شخص کو خلیفہ بنا بھی لیں تو جسے لوگوں نے بنایا ہے وہ اُسے ذرا سی تاراضی پر شاہی سکتے ہیں۔ اور یہ سب تو پہلے سے ہی علمِ عمل سے محروم مسلمان لیڈروں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔

پس بالآخر یہی ایک حل ہے کہ خدا نے جس کو کھڑا کیا ہے اپنے غصے کو خشک کر، اپنی آنا کو

ملیا میٹ کر کے اس کے دامن کو مضبوطی سے پکڑیں کہ یہی برکات و حسناتِ داریں کا ذریعہ ہے۔

اور اسی سے قوی حیات اور اخروی نجات وابستہ ہے۔ وباللہ التوفیق ۛ

(مُنیر احمد خادم)

عالمگیر مسلم ٹیلیوژن احمدیہ کے اہماء پر حضورِ آیدہ اللہ کی خدمت میں

ہدیہ تبریک

”مسلم ٹی۔ وی احمدیہ“ کی بہت مبارک ہو آقا!

راہِ نما مخلوقِ خدا کی بہت مبارک ہو آقا!

”ایم۔ ٹی۔ اے“ کی صورت میں انعامِ الہی ہے پایا

دُنیا کے ہر گوشہ میں پیغامِ صداقت پہنچایا

ہر ہر گھر اور ہر اک جا پہ علمِ محمد لہرایا

علمِ محمد لہرانے کی بہت مبارک ہو آقا!

مردہ دلوں اور مردحوں کے چلنے کی دوا ہے ایم ٹی اے

زندہ دلوں کا گہوارہ اور حق کی ندا ہے ایم ٹی اے

مظلوموں کے واسطے بھی رحمت کی بوا ہے ایم ٹی اے

ظلم کے بادل چھٹ جانے کی بہت مبارک ہو آقا!

اتنی اچھی اتنی پیاری نظمیں اور تقصیریں ہیں

اعلیٰ سے اعلیٰ عنوان ہیں پیاری سی تصویریں ہیں

شکر ہے اور صد شکر کہ اپنی بدل گئی تقدیریں ہیں

عزت اور عظمت پانے کی بہت مبارک ہو آقا!

میرے مولیٰ! ایم۔ ٹی۔ اے دُنیا کا لڑی بن جائے

اپنا ہر اک بچہ بوڑھا اس کا عادی بن جائے

اس کا ہر پیغام فقط ”مہدی“ کی منادی بن جائے

اس پیغام کے پہنچانے کی بہت مبارک ہو آقا!

روز بروز ترقی پائے مسلم ٹی وی احمدیہ

ساری دُنیا پر چھا جائے مسلم ٹی وی احمدیہ

بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائے مسلم ٹی وی احمدیہ

دین کے خالد بنے کی بہت مبارک ہو آقا!

غیر کے در پہ کبھی خلیق نہ ہونے دے گام کو خم

نامِ محمد چھتے رہیں گے تا وقتیکہ نکلے دم

ہر اک دل کی آس ہے جو اور ہر دکھ کا جو ہے مرہم

دل سے دل کے مل جانے کی بہت مبارک ہو آقا!

○ خلیق بن فائق گورداسپوری

فرنیئر پوسٹ کے شکریہ کے ساتھ ادارہ ۷۔ اپریل ۱۹۹۴ء

مذہب کے نام پر ایک اور قتل

منظور مسیح کو جس پر توہین رسول کا الزام لگایا گیا تھا دن دیر ساڑھے جب وہ اور اس کے ساتھی عدالت سے پیشی کے بعد واپس جا رہے تھے۔ گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس شخص پر یہ الزام تھا کہ جب سلامت مسیح مبینہ طور پر مسجد کی دیوار پر کچھ ایسی باتیں

قادر ہوتے ہیں کہ وہ جس کسی کو سزا دلانا چاہیں اس کے خلاف غم و غصہ کی فضا پھیلا دیں۔ اس قسم کے قتل کی یہ کوئی پہلی مثال نہیں ہے۔ اہانت رسول کے ایک سے زیادہ ملزمان ایسے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ جو ہر وقت قانون کو اپنے ہاتھوں

THE FRONTIER POST Thursday April 7, 1994

Another murder in the name of religion

Manzoor Masih, a man accused in a blasphemy case, was gunned down in cold blood in broad daylight as he and his companions also were returning from a court hearing in Lahore. The man was accused of standing by, along with another person, while Salamat Masih allegedly wrote something on the wall of a mosque that was insulting to the Prophet Muhammad (PBUH). A case was instituted against the three under the blasphemy laws. Before their crime could be proved in any court Manzoor Masih has already succumbed to the murderer's bullet. What the fate of the other two would be remains to be seen. But if the record is anything to go by their chances of surviving for very long are not particularly bright given the climate of rage fed by uninformed righteousness that those who make such accusations are usually able to create against whomever they wish to persecute. A murder of this kind is by no means unprecedented. More than one accused under blasphemy laws has been killed by those all too ready to take the law into their own hands whether because of a mistaken belief that in so doing they serve the cause of Islam or because they are confident that they can project this as the motive while settling personal scores. The accused in such cases have been known to be murdered in prison as well while awaiting trial. One accused in the present case is Salamat Masih who is now thirteen years old and was granted bail by the court last year by reason of being a minor. He too was a target of the murderous attack. Think of a boy this age having

to live with the fear of being killed at any time for an offense that he says he did not commit. In any case what possible motive could he have?

But this brings us to the blasphemy law itself. Under Section 295-C PPC, one of the sections under which the three were charged, there is no reference to motive which is of crucial significance in criminal law. To this extent it is a departure from other similar laws as well. For instance Section 295-A emphasises deliberate and malicious intent in the context of hurting religious feelings. However, the issue is broader than this. There is little doubt that the law is being misused to settle personal scores and in this regard the minorities as we have witnessed time and again are particularly vulnerable. It is time to make it absolutely clear to all concerned that nobody will be allowed to get away with murder, regardless of the cover they seek to give this foul act. In the present case those actually involved in the attack as well as others who instigated them have been identified by one of the injured. The administration must bring to bear the full force of the law against them. Meanwhile the reported proposal to amend the blasphemy law, making a false allegation punishable by ten years imprisonment, must be pushed through without further delay. Laws ostensibly meant to ensure respect for our religion have been abused with abandon for purposes that run entirely contrary to Islam's humane core and its spirit of tolerance. This should not be allowed to go on.

اور جیسا کہ ہم پہلے بھی بار بار دیکھ چکے ہیں اس سلسلے میں اقلیتیں خاص طور پر غیر محفوظ ہو گئی ہیں۔

اب وقت آ گیا ہے کہ تمام متعلقہ لوگوں کو واضح طور پر بتا دیا جائے کہ کوئی شخص قتل کا جرم کرنے کے بعد بچ نہیں سکے گا۔ چاہے وہ اس مکروہ کام کے لئے کسی بھی بہانے کا سہارا لینے کی کوشش کرے۔

اس موجودہ کیس میں زخمی ہونے والوں میں سے ایک زخمی نے ان لوگوں کو پہچان لیا ہے جو خود اس حملے میں شامل تھے۔ اور ان لوگوں کی بھی نشان دہی کی ہے جنہوں نے ان حملہ کرنے والوں کو اکسایا۔ انتظامیہ کو ان لوگوں کے خلاف قانون کی بھرپور قوت استعمال کرنی چاہئے۔ دریں اثنا اہانت رسول کے قانون میں ترمیم کرنے کی تجویز جس میں کہا گیا ہے کہ اہانت رسول کا غلط الزام لگانے والوں کو دس سال قید کی سزا ملے گی اس کو جلد از جلد پاس کرانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔

وہ قوانین جن کا واضح طور پر مقصد یہ تھا کہ ہمارے مذہب کی توقیر قائم ہو۔ ان کا بہت زیادہ غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اور انہیں ایسے مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جو اسلام کی انسانی اقدار اور اس کی رواداری کی روح کے بالکل خلاف ہیں۔ اب اس بات کی اجازت مزید ہرگز نہیں دی جانی چاہئے۔

(فرنیئر پوسٹ ۷۔ اپریل ۱۹۹۴ء)

☆☆☆☆☆

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

(مورخہ ۷ اپریل ۱۹۹۴ء)

بنگلہ دیش میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ

ڈھاکہ ۳ مارچ (پٹ) آج بنگلہ دیش کے ۱۵ ہزار مسلم بنیاد پرستوں نے حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے بنگلہ دیش سکیورٹی کے قریب کیمپ ٹینک پہنچنے والے سبھی راستوں کو بند کر دیا۔ بنیاد پرستوں کی مختلف تنظیموں کے ورکرز نے جہاز گھنٹہ تک ڈھاکہ کے پرنسپلین علاقہ میں انسانی زنجیریں بنا کر سڑکوں کی ناک بندی کی اس درمیان بارش بھی ہو رہی تھی۔ ان تنظیموں میں جماعت اسلامی بھی شامل تھی۔ بہت سے لوگ جڑی ہیں۔ اخبار نویس بھی شامل تھے سڑکوں کے ٹرپار کرنا چاہتے تھے مگر انہیں بھی پارہونے نہیں دیا گیا۔ ہر طرح کی گاڑیوں کی نقل و حرکت رک گئی اور جہاز گھنٹہ تک گاڑیاں کیمپ ٹینک کے اطراف میں کھڑی رہیں تحفظ ختم نبوت نام کی ایک تنظیم کے زیر اہتمام یہ دھڑا ہوا تھا۔

(آزاد ہند کلکتہ ۳ مارچ ۱۹۹۴ء)

وجہ سے ضمانت پر رہا کر دیا تھا۔ اس کو بھی اس قاتلانہ حملے میں نشانہ بنایا گیا تھا۔ آپ اندازہ کریں کہ اتنے کم عمر لڑکے کے لئے مسلسل موت کے خوف کے سائے میں زندگی کیسا عذاب ہوگی۔ اور وہ بھی ایک ایسے جرم کے الزام میں جس کے کرنے کا وہ سرے سے ہی انکاری ہے۔ کسی بھی صورت میں آخر ایسا کرنے کے لئے اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

یہ سارا قضیہ اہانت رسول کے قانون کا شاخسانہ ہے۔ دفعہ ۲۹۵۔ سی جس کے تحت

ان تینوں پر مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اس میں کسی قسم کی نیت کا ذکر نہیں ہے جو کہ اس قسم کے فوجداری قانون میں انتہائی ضروری ہے۔ اس قانون میں اس ضرورت کے سلسلے میں دوسرے قوانین سے بھی ہٹ کر قانون سازی کی گئی ہے۔

مثال کے طور پر دفعہ ۱۲۹۵ اے میں مذہبی جذبات کو مجروح کرنے میں جان بوجھ کر کرنے اور کینہ پروری پر مبنی نیت ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ بہر حال زیر غور مسئلہ اس سے بھی وسیع تر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قانون کو ذاتی جھگڑے بنانے کے لئے غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

میں لینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یا تو اسی غلط عقیدے کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا کرنے سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا پھر ان کو یقین ہوتا ہے کہ وہ اس جذبہ کی آڑ میں اپنے ذاتی جھگڑوں کو چکانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ایسے واقعات میں ملزمان کو یا تو جیلوں میں ہی ختم کر دیا جاتا ہے یا پھر جب وہ عدالتوں میں مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے لائے جاتے ہیں وہاں ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

اس کیس میں ایک ملزم سلامت مسیح ہے جس کی عمر تیرہ سال ہے۔ اور جس کو عدالت نے پچھلے سال اس کی کم عمری کی

لکھ رہا تھا جو توہین رسول کے مترادف تھیں وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ قریب کھڑا تھا۔ ان تینوں کے خلاف توہین رسالت کے تحت کیس درج کیا گیا۔

پیشتر اس کے کہ ان کا جرم کسی عدالت میں ثابت کیا جاسکتا۔ منظور مسیح قاتل کی گولیوں کا شکار ہو گیا۔ دوسرے ملزمان کی قسمت میں کیا لکھا ہے اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن اگر اس ریکارڈ پر نظر رکھی جائے جو ہمارے پاس موجود ہے تو ان کے زیادہ دیر تک بچ رہنے کی امید زیادہ روشن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس قسم کے الزامات لگاتے ہیں وہ اس بات پر

ضروری اعلان برائے اجتماع نمبر مشکوٰۃ

۱ سال سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۲۵ واں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر کو تادیان میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقع پر ادارہ مشکوٰۃ اجتماع کا خصوصی نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ مجلہ قارئین مجالس و علاقائی قارئین سے درخواست ہے کہ اپنی مجلس سے متعلق درج ذیل معلومات تفصیل کے ساتھ جلد از جلد بھجوائیں تاکہ اس تاریخی موقع پر شائع کی جاسکیں۔ ۱۰ جون تک آپ کا مضمون ادارہ مشکوٰۃ کو پہنچ جانا چاہیئے۔

- (۱) آپ کی مجلس کا باضابطہ طور پر قیام کب مل گیا۔ (۲) ابتدائی عہدیداران مجلس کون کون تھے۔ (۳) سالانہ اجتماع مقامی کب سے منعقد ہو رہا ہے۔ (۴) مجلس اطفال الاحمدیہ کب سے قائم ہے۔ (۵) حضور انور ایدہ اللہ کی طرف سے اگر کسی سالانہ اجتماع کے موقع پر خصوصی پیغام ملا ہو تو اس کی نقل۔ (۶) اجتماع میں مجالس کی نمائندگی اور حاضری نیز مہمان خصوصی اگر صوبہ یا ملک کے سرکاری یا کوئی قابل ذکر شخصیتوں میں سے ہوں تو ان کا تعارف و تاثرات۔ (۷) اجتماع کے پروگرام میں کا مختصر خاکہ۔ (۸) پہلے اور آخری اجتماع کی تصویر (دفتری ریکارڈ کیلئے)۔ (۹) خدام کی اہم سرگرمیوں کا جامع ذکر۔ (۱۰) خدمت خلق کے سلسلہ میں گراں قدر مجلس کی خدمات (بالخصوص سیلاب، فحط، زلزلہ یا قدرتی حادثات کے موقع پر) امید ہے قارئین بروقت کارروائی کر کے ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ ۱ (ادارہ مشکوٰۃ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اعلان برائے مجالس انصار اللہ بھارت

ناظرین علاقہ اور زعماء کرام سے درخواست ہے کہ مجلس انصار اللہ کی ماہانہ کارگزاری رپورٹ ارسال کرنے کے سلسلہ میں خصوصی توجہ فرمائیں۔ ماہ مارچ ۱۹۹۳ء کی درج ذیل مجالس سے ماہانہ کارگزاری رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ ۱- تادیان۔ ۲- مراڑی بیاس۔ ۳- پنکال۔ ۴- پیٹگاڈی۔ ۵- بنگلور۔ ۶- عثمان آباد۔ ۷- حیدرآباد۔ ۸- کوٹلہ۔ ۹- موٹی بنی۔ ۱۰- چنٹہ کنڈ۔ ۱۱- بھدرہ۔ ۱۲- کڈاپلی۔ ۱۳- کوڈیاختور۔ امید ہے بقیہ مجالس بھی اسی طرح اپنی رپورٹ کارگزاری بھجوانے کا اہتمام کریں گی۔ بہت سی مجالس کی جانب سے "حال تجنید فارم" و بھجوت ۹۴ موصول نہیں ہوئے۔ اس کی فوری تکمیل کروا کر دفتر مجلس انصار اللہ بھارت میں ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

لکھنؤ جیولرز

M/S. PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

C.K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES.

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

بانی پولیمرز

کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبر :-

43 — 4028-5137-5206

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

طالبان دعا :-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۶-مینگولین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

ارشاد نبوی

الدین النصیحة
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)

— (رمجانب) —

یکے ازارالین جماعت احمدیہ ممبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپر ایڈیٹر :-

حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

اقصی روڈ - ریشمی - پاکستان

PHONE :- 04524 - 649.

خالص اور معیاری زیورات کامرکز

الرحیم جیولرز

پروپر ایڈیٹر :-
پتہ :- نور شید کلاتھ مارکیٹ - حیدری -
نارتھ ناظم آباد - کراچی - فون :- ۶۲۹۴۴۳

سید شوکت علی اینڈ سنز

طالب دعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19 A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD, CALCUTTA - 700 087.

FOR :- DOLOO SUPREME CTC

TEA. IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES.

Contact:- TAAS & CO.

P, 48, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700 072.

PHONES:- 263287, 279302.

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SO LIGHT



Soniky
HAWAII
A treat for your feet

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A, DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA-15